SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Wednesday, May 14, 2008

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at ten O'clock in the morning with Mr. Chairman (Mr. Mohammedmian Soomro) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

قل یاھل الکتب لم تکفرون بأیٰت الله والله شهید علی ماتعملون-
قل یاھل الکتب لم تصدون عن سبیل الله من أمن تبغونها عوجا
وانتم شهداء وما الله بغافل عماتعملون- یایهاالذین امنوآ ان تطیعوا
فریقآ من الذین اوتوا الکتٰب یردوکم بعد ایمانکم کٰفرین- وکیف
تکفرون وانتم تتلٰی علیکم أیٰت الله و فیکم رسوله ومن یعتصم
بالله فقد هدی الٰی صراط مستقیم-

ترجمہ: اللہ کے نام سے شروع کرتے ہیں جو بڑا مہربان، نہایت رحم والا
ہے۔ کہہ دو اے اہل کتاب اللہ کی آیتوں کا کیوں انکار کرتے ہو اور جو کچھ

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Wednesday, May 14, 2008

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at ten O'clock in the morning with Mr. Chairman (Mr. Mohammedmian Soomro) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرحیم

قل یاھل الکتب لم تکفرون بأیٰت اللہ واللہ شھید علٰے ماتعملون-
قل یاھل الکتب لم تصدون عن سبیل اللہ من اٰمن تبغونھا عوجا
وانتم شھداء وما اللہ بغافل عماتعملون- یایھاالذین امنوآ ان تطیعوا
فریقاً من الذین اوتوا الکتٰب یردوکم بعد ایمانکم کٰفرین- وکیف
تکفرون وانتم تتلٰے علیکم اٰیٰت اللہ و فیکم رسولہ ومن یعتصم
باللہ فقد ھدی الٰی صراط مستقیم-

ترجمہ: اللہ کے نام سے شروع کرتے ہیں جو بڑا مہربان، نہایت رحم والا
ہے۔ کہہ دو اے اہل کتاب اللہ کی آیتوں کا کیوں انکار کرتے ہو اور جو کچھ

تم کرتے ہو اللہ اس پر گواہ ہے۔ کہہ دو اے اہل کتاب اللہ کی راہ سے
کیوں روکتے ہو اس شخص کو جو ایمان لائے۔ اس میں عیب ڈھونڈتے ہو اور
تم خود جانتے ہو اور تمہارے کام سے اللہ بےخبر نہیں ہے۔ اے ایمان والو
اگر تم اہل کتاب کی کسی جماعت کا بھی کہا مانو گے تو وہ تمہیں ایمان
لانے کے بعد کافر کر دیں گے اور تم کس طرح کافر ہو گے حالانکہ تم پر اللہ
کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں اور اس کا رسول تم میں موجود ہے اور جو شخص
اللہ کو مضبوط پکڑے گا تو اسے ہی سیدھے راستے کی ہدایت کی جائے گی۔

(سورۃ آل عمران، آیات 98 تا 101)

جناب چیئرمین: جزاک اللہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اللھم صلی علیٰ محمد و علیٰ آل محمد۔ ابراہیم صاحب point of order ابھی نہیں ہو سکتا۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: جناب چیئرمین! میرا بڑا ضروری point of order ہے۔

جناب چیئرمین: جی بتائیں۔

POINT OF ORDER PROVISIONAL CALENDAR OF SESSIONS FOR THE PARLIAMENTARY YEAR

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: جناب یہ Rule 19، میں آپ کی اجازت سے پڑھتا ہوں۔

> "At the commencement of the first session of each year the government shall in consultation with the Chairman, provide a provisional calendar of sessions for the parliamentary year. The Chairman shall cause the provisional calendar to be circulated amongst the members forthwith."

جناب چیئرمین ! آپ کے علم میں ہے کہ گزشتہ دو سال سے provisional calendar آپ کی طرف سے ہمیں ملتے رہے ہیں اور درست ہے کہ اللہ کے ارادے اور بندے کے ارادے الگ الگ ہوتے ہیں لیکن ایک کوشش تھی۔ 12 مارچ سے ہمارا calendar year شروع ہے جبکہ مارچ اور اپریل میں کوئی سیشن نہیں ہوا، مئی میں یہ سیشن ہو رہا ہے۔ میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ ہمیں توفیق دے کہ 90 days جو constitutional provision ہے اس میں ہم اجلاس رکھ سکیں لیکن میری ایک گزارش تو یہ ہو گی کہ provisional calendar جاری کیا جائے اور ہماری کوشش ہے کہ جو 90 دن کا constitutional provision ہے وہ جاری ہو۔

میری دوسری گزارش یہ ہے کہ یہ Article 56 کی Clause 3 ہے۔

> "At the commencement of the first session after each general election to the National Assembly and at the commencement of the first session of each year the President shall address both Houses assembled together and inform the Majlis-e-Shoora (Parliament) of the causes of its summons."

جناب چیئرمین ! گزشتہ پانچ سال میں صرف ایک address ہوا تھا، اس کے بعد کوئی address نہیں ہوا۔ قومی اسمبلی کے غالباً تین sessions ہو چکے ہیں لیکن اس provision پر اب تک عملدرآمد نہیں ہوا اور یہ Constitution کی رو سے پارلیمنٹ، قومی اسمبلی اور سینیٹ کا نام ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ گزشتہ کئی سالوں سے ہم نامکمل ہیں، ہم convene ہی نہیں ہو رہے۔ اس لحاظ سے پارلیمنٹ کا اجلاس ہی نہیں ہو رہا۔ میں بڑے ادب سے آپ کی وساطت سے حکومت سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر کاروبار مملکت آئین کے مطابق چلایا جائے گا تو بڑی برکت ہو گی۔ اگر آئین کو violate کیا جائے گا تو بہت سارے مسائل کا ہم شکار ہوں گے۔ ہم قوم و ملک کا کوئی بھلا نہیں کر سکیں گے۔ بہت شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین: آپ کی بات بالکل صحیح ہے۔ ہم ہر سال باقاعدہ کیلنڈر دیتے ہیں tentative period بھی ہم نے بڑے احسن طریقے سے ہمیشہ meet کیا ہے۔ پچھلی دفعہ کیونکہ elections تھے اس لیے ممبران کو میسر نہیں ہو سکا لیکن اب بھی calender بن گیا ہے اور وہ Paliamentary Affairs کے پاس coordination کے لیے ہے۔ آپ کو وہ انشاء اللہ جلد مل جائے گا۔ آئندہ بھی ہماری پوری کوشش رہے گی کہ ہر requirement کو پورا کیا جائے۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: اس session میں بھی تھوڑی سی haste رہی ہے۔ اس میں تین motions بیک وقت چل پڑے ہیں۔ اگر ہمارے پاس وقت کی کوئی کمی نہیں تو اس اجلاس کو 15 دن کی بجائے 30 دن بھی رکھا جا سکتا ہے۔ ہمیں ہر موضوع کا حق ادا کرنے کے لیے وقت ملنا چاہیے۔

جناب چیئرمین: ہر ممبر کو جتنا وقت اس نے مانگا دیا گیا۔ ہم ممبران کی خواہش کے مطابق چلے۔

سینیٹر میاں رضا ربانی (قائد ایوان): پروفیسر صاحب کا مجھے نہایت احترام ہے۔ جناب! پہلے دن جو آپ کی Business Advisory Committee meeting ہوئی تھی، جس میں پروفیسر خورشید بھی موجود تھے۔ اس میں provisional calender طے پایا تھا اور اس کے مطابق adjustment of dates ہوئی ہے۔ There is a provisional calender which has been prepared. وہ 90 دنوں سے تجاوز کر رہا ہے۔ انشاء اللہ ہماری کوشش یہ ہے کہ 90 دن سے ہم تجاوز کریں اور یہ ہاؤس چلتا رہے۔

دوسری بات and I am little surprised کہ پروفیسر صاحب کہہ رہے ہیں کہ یہ session in haste ہے۔ آج it is 20th day of this session اور daily we have been meeting. ماضی میں ایک دن session ہوتا تھا، ایک دن چھٹی ہوتی تھی، پھر session ہوتا تھا۔ اب we have been meeting daily. اور صبح سے لے کر شام تک ہم meet کر رہے ہیں۔ تمام issues جو decide ہوئے تھے ان پر سیر حاصل بحث ہوئی ہے۔ Ministers have been present. Question Hours بھی چلے ہیں، سوائے دو دنوں کے جو ہم نے

mutually agree کیا تھا۔ Question Hours بھی چلے ہیں اور بحث بھی چلی ہے۔ اس لیے ہم نے کوئی undue haste show نہیں کی ہے۔

جناب چیئرمین: پروفیسر ابراہیم صاحب! آپ کی تجاویز کی بہت قدر ہے لیکن House کا sense لے کر جو بھی فیصلہ ہوا اس کے مطابق House چلایا گیا۔ اس میں کئی چیزیں تھیں جیسے کچھ لوگ چاہتے تھے کہ کوئی چیز highlight ہو جائے اس لیے مختلف motions لیے گئے تاکہ کئی پہلو cover ہو جائیں' اس کی یہ وجہ تھی۔ اس کے لیے جتنا کسی نے ٹائم مانگا ' اتنا اس کو دیا بھی گیا ہے۔ اب کسی پارلیمنٹ میں ہر ایک کو اپنی چاہت کا وقت نہیں مل سکتا' یہ کہیں بھی ممکن نہیں ہے لیکن maximum ہماری کوشش رہتی ہے۔

سینیٹر لیاقت علی بنگلزئی: جناب! ساحلی علاقوں کے حوالے سے ہمارے کافی خدشات ہیں۔ ہمارے پسنی' اورماڑہ کی زمینیں کوڑیوں کے بھاؤ خریدی جا رہی ہیں۔ یہ rupess 600/- per acre کے حساب سے خریدی جا رہی ہے' اس میں ہمارے لوگوں کے بہت سے تحفظات ہیں۔ ہمارے لوگ جو صدیوں سے وہاں رہ رہے ہیں پریشانی سے دو چار ہیں۔ یہ بڑا sensitive issue ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس پر بحث ہو۔

جناب چیئرمین: آج ہم اس session کو prorogue کر رہے ہیں۔ آپ کے پاس جو بھی ہے وہ مجھے دے دیں تو میں جو اس کا concerned ہے اس کو pass on کر دوں گا۔ میں relevant Committee کو mark کر دوں گا لیکن آج وقت نہیں ہے کیونکہ ہم اسے prorogue کر رہے ہیں۔

Senator Liaqat Ali Bangulzai: Sir, it is already with you in your office.

Mr. Chairman: OK.

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب! وہ point کل raise ہوا تھا۔ میں اس وقت انتظار کر رہا ہوں کہ تھوڑی سی بحث شروع ہو جائے ورنہ پھر points of order میں الجھ جائیں گے۔ دو' تین points of order کل raise ہوئے تھے۔ Sir, I have been able to talk to the

Secretary Defence. میرے پاس جواب ہے لیکن میرے خیال میں ابھی بحث شروع کر لیں۔ ابھی اور points بھی ہیں جیسے میرانی ڈیم، پولیو وغیرہ کے points of order raise ہوئے تھے ۔ صبح I have been able to get through to some of the people ان سب کے جوابات ہیں لیکن ابھی بحث شروع کر لیں، اس کے بعد towards the end انہیں لے لیں گے۔

LEAVE OF ABSENCE

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ Now I take the leave applications.

جناب شجاع الملک ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 28 اپریل، 2,5 اور 12 مئی کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا درخواست منظور ہے؟

(درخواست منظور کی گئی)

محترمہ سعدیہ عباسی ذاتی مصروفیات کی بنا پر 2 اور 13 مئی کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکی تھیں، اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا درخواست منظور ہے؟

(درخواست منظور کی گئی)

بھنڈر صاحب نہیں ہیں انہوں نے ایک report present کرنی تھی۔ ٹھیک ہے سواتی صاحب کرنا چاہ رہے ہیں۔

Senator Muhammad Azam Khan Swati: Sir, under Rule 170 of Rules of Procedure, I beg to present the first report of the Senate Library Committee.

Mr. Chairman: The report stands presented and we thank you and the members for it. Item No. 3, on the commenced Motion, it is our last day. So, we have to be very restrictive and the speakers who are not

here, we will drop their names. If somebody comes, if there is time at the end, we will look at it at that time.

رضا صاحب! کس وقت وزیر صاحب wind up کرنا چاہتے ہیں تاکہ اسی حساب سے کارروائی چلائی جائے۔

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, there is a Cabinet meeting at 12 O'clock and he would require between 45 minutes to 30 minutes.

Mr. Chairman: So, we should have about one hour for him before 12.00. We start now, the first speaker is Talha Mehmood, he is not here. Yes, Dr. Khalid Ranja Sahib.

DISCUSSION ON THE ISSUE OF SHORTAGE AND PRICE HIKE IN FOOD ITEMS AND THE NECESSITIES OF LIFE

سینیٹر ڈاکٹر خالد رانجھا: جناب! آج کے موضوع پر بحث پہلی دفعہ نہیں ہو رہی، یہ موضوع ہم سب سے تعلق رکھتا ہے۔ پوری قوم سے اس کا واسطہ ہے۔ آج کی کیفیت ایک بحران کی سی ہے۔ اس موضوع میں سب سے اہم میرے لیے جو لفظ ہے وہ shortage, price hike اور food items ہیں۔ یہ تینوں پہلو مختلف ہیں، shortage اور چیز ہے۔ ہم shortage کو price hike سے link نہ کریں۔ ہمارے لوگ جو economists ہیں وہ market economy پر گفتگو کرتے ہوئے کہتے ہیں supply and demand کو لے لیں۔ میں بڑے ادب سے کہوں گا کہ جہاں تک food کا تعلق ہے اور food shortage کی بات ہے اس کو اس کے separate تناظر میں لیا جائے اور اسی انداز سے دیکھا جائے۔ اتفاق سے وزیر صاحب یہاں موجود نہیں ہیں۔

جناب چیئرمین: وہ آرہے ہیں۔ رضا صاحب تب تک notes لے رہے ہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر خالد رانجھا: رضا صاحب! اگر تھوڑی سی توجہ دے دیں تو میں shortage کی بات کرتے ہوئے کہوں گا جیسے میں نے last time کہا تھا کہ وہ چیز ہے

اس میں which concerns the entire nation, it does not entail point scoring.
جو موجودہ حکومت آئی ہے، یقیناً voters ان کو اس لیے لے کر آئے ہیں کہ وہ پچھلی حکومت
کی کارکردگی سے مطمئن نہیں تھے۔ لہذا یہ pointing چھوڑ کر میں انہیں یہ کہوں گا کہ جو ماضی
کی حکومت تھی وہ پندرہ نومبر سے چلی گئی۔ Parliament dissolve ہوگئی اور جو موجودہ
حکومت ہے یہ انیس فروری سے in place ہے۔ میاں صاحب سر مار رہے ہیں۔ میں انیس
فروری کہہ رہا ہوں اور میں ان کو چھوٹی سی مثال دوں گا۔ میں نے ایک سیکریٹری صاحب کو
بیس تاریخ کو فون کیا کہ فلاں گریڈ سولہ کا ملازم سرگودھا میں ہے وہ اتنی دیر سے وہاں لگا ہوا
ہے، اس کی term پوری ہوگئی ہے he is seeking transfer from there after three
years. کہتا ہے جی ہونا تو چاہیے، میں کر نہیں سکتا جب تک میاں شہباز شریف صاحب اجازت
نہیں دیں گے اس وقت تک نہیں کروں گا۔ You are in place since 20th February,
2008 میں صرف اس کا اشارہ یہ کر رہا ہوں کہ یہ کہنا کہ وزارتیں مکمل نہیں ہوئیں، ابہام آ گیا،
بحران آ گیا that is not the issue, Administration is working under the
command of prospective Chief Ministers, prospective Prime Minister
جیسے آج بات ہوتی ہے وزیراعظم کہتے ہیں ہاں جی یہ کام کرلیں گے زرداری صاحب کو آنے
دیں۔ There seems to be a veil within veil, Government papers پر کوئی ہے
درحقیقت حکومت کوئی ہے۔ یوں کہہ لیں کہ پارلیمنٹ ہاؤس میں کوئی اور ہے اور پارلیمنٹ سے
باہر کوئی اور ہے۔ ہم کہتے تو یہ ہیں کہ تمام فیصلے پارلیمان میں کریں گے اور دونوں کا دور کا واسطہ
نہیں ہوتا۔ پارلیمنٹ یہاں بیٹھی ہے اور کہیں گے جی میاں صاحب لندن گئے ہوئے ہیں،
زرداری صاحب دبئی گئے ہوئے ہیں، اکٹھے ہوں گے تو فیصلہ کیا جائے گا۔ تو میں یہ بات کر رہا
ہوں only to identify that the Government is in place from 20th Feb, 2008.
میں بات یہ کرنے والا تھا کہ فروری کا مہینہ بھی crushing season میں آتا ہے۔ ابھی
crushing season کا cut off نہیں ہوا ہے اور میں جو بات کہنے والا ہوں یہ supply,
shortage کی بات ہے ذہن میں رکھ لیں کہ ہاں جی پندرہ نومبر کو کیا پوزیشن تھی only for
a benchmark and again not point scoring میں نہیں کہہ رہا کہ تب حالات بہت بہتر

تھے اب بہت خراب ہوگئے ہیں۔ I am asking them جو قیمتوں کی پوزیشن requirement کی موجود تھی اس کو سامنے رکھ لیجئیے۔ اس ملک میں جو sugar market ہے یہ ایک بہت بڑا مافیا ہے، اس کی باتیں ہم سنتے آئے اور جو sugar mills ہیں یہ اتفاق کی بات ہے کہ ان کے مالکان یا کابینہ میں ہیں یا پارلیمان میں ہیں۔ میں کئی سال پہلے Bench میں تھا تو میں نے بیہ کی شوگر مل کا ایک case منگوایا۔ میں نے ڈپٹی کمشنر سے پوچھا کہ ایک Act ہے Sugarcane Act,1950 جس میں آپ زمیندار کا تحفظ کرتے ہیں۔ اس پر عملدرآمد کیوں نہیں ہو رہا چونکہ اس قانون کے تحت جو sugar mill کا مالک ہے اس کو زمیندار کو پیسے چودہ دن میں دینے لازم ہیں۔ میں دوبارہ کہتا ہوں کہ Sugarcane Act کے تابع جو مل مالکان ہیں ان پر لازم ہے کہ وہ چودہ دن میں زمینداروں کے پیسے دیں۔ میاں صاحب کو میں صرف یہ note کرا رہا ہوں کہ ہمیں بتائیے گا کہ جو ہمارے شوگر مل مالکان ہیں ان کے ذمے کتنا روپیہ ہے جو ایک سال، اڑھائی سال سے انہوں نے زمینداروں کو نہیں دیا۔جب زمیندار کو گنے کے پیسے نہیں دلوائیں گے تو وہ کیسے گنا اگائے گا۔ کبھی کہتے ہیں کہ گنا کم ہوا ہے، کبھی کہتے ہیں سمگلنگ ہوگئی ہے۔ میں اس وقت بات کر رہا ہوں shortage کی۔میں marketing کی بات نہیں کررہا۔ آپ کا زمیندار ہے پہلے تو اس کا گنا کھڑا رہتا ہے ٹرالیوں میں چھ چھ دن تاکہ اس کا وزن کم ہو جائے پھر جب تولتے ہیں تو اس میں 60% کٹوتی کرتے ہیں کہ یہ defective ہے، اس میں یہ خامی ہے اور اس کے بعد اس کو سال بھر پیسے نہیں دیتے تو وہ کیوں گنے کی کاشت کرے گا۔ گنا پورے سال کی فصل ہے جس سے پیسے ملتے ہیں تو پھر آئندہ جو کاشت ہوتی ہے وہ چاول کی ہوتی ہے۔اگر آپ اس کو گنے کے پیسے نہیں دیں گے تو چاول کی کاشت کیسے ہوگی، shortage آجائے گی۔ میں آج بڑے ادب سے کہہ رہا ہوں کہ کچھ نہ کیجئیے You are a Government, you are on top of governance مجھے یہ بتا دیں کہ Sugarcane Act پر کس ضلع میں عمل ہو رہا ہے for the benefit of the farmers ساتھ ہی ساتھ sugar mill مالکان کے کہنے پر یہ ہر ضلع میں دفعہ 144 نافذ کرتے ہیں کہ وہ خود گڑ نہ بنائیں۔ظلم خدا کا! دفعہ 144 کا نفاذ اس لیے کہ زمیندار از خود بیلنا نہ لگائے، گڑ نہ بنائے اور اس لیے وہ گڑ نہ بنائے کہ اس کو لازماً مل پر گنا لانا پڑے اور مل والے گنا لے کر اس کو payment نہیں کرتے۔ میں

کہتا ہوں اصل shortage یہ ہے۔ وجہ کیا ہے کیونکہ وہ لوگ جو مالکان ہیں مجھے یاد پڑتا ہے جب شروع شروع میں ملیں لگنی شروع ہوئیں تو اس کی تمام مشینری اتفاق فونڈری میں بنا کرتی تھی اور جس کو مل لگانے کا پرمٹ ملتا تھا وہ at the source بینک جو اس کو قرضہ دیتا تھا وہ سب سے پہلے اتفاق فونڈری کو پیسے بھیج دیتے تھے۔ یہ ایک سسٹم، مافیا چلتا آ رہا ہے۔ لہذا جو انتظامیہ ہے، ڈپٹی کمشنر کہتا ہے جب مجھے appoint کرنے والا آدمی مل کا مالک ہو تو پھر میں کیسے action لے سکتا ہوں۔ آج میں اس حکومت کو کہہ رہا ہوں کہ یہ جو چینی کا بحران آ رہا ہے یہ Sugarcane related ہے اس میں صرف ایک کام کردیں nothing else, please implement the Sugarcane Act اور ہمیں یہ بتائیں کہ کس کس زمیندار کی کتنی payment رہتی ہے اور ہم نے قانون کا تحرک کیا ہے اور اس کو implement کیا ہے۔

Same is the position......

جناب چیئرمین: وقت کا خیال رکھیئے۔

سینیٹر ڈاکٹر خالد رانجھا: جی! ہارون اختر نے دو بڑی خوبصورت باتیں کیں۔ میں جلدی ختم کردوں گا کہ water shortage, there is Water Shortage Act, Water management, there is Canal Drainage Act جو regulate کرتا ہے کہ نہر کی پٹڑی ٹھیک ہوگی اس ملک میں آپ نے کتنے بیلدار appoint کیے ہیں۔ آپ دورہ کرلیں کسی نہر کی پٹڑی پر اگر کوئی بیلدار آپ کو نظر آ جائے تو مجھے پکڑ لیں، تمام بیلدار افسران کے گھروں میں کام کرتے ہیں اور نہروں کی جو پٹڑیاں ہیں وہ کٹ جاتی ہیں۔ میاں صاحب! یہ آپ کے کام کی بات ہے۔ بات ہو رہی ہے water management کی۔ چونکہ میاں صاحب کا تعلق کاشت سے نہیں ہے اس لیے شاید اس پر توجہ نہ دے رہے ہوں۔ ایک نہر ہوتی ہے اور آگے اس کے جس کو ہم tail کہتے ہیں جو آخر میں آتا ہے وہاں پانی کی قلت ہوتی ہے۔ اب قانون کیا ہے کہ tail کے اوپر کوئی باغ نہیں ہوگا اور کسی باغ کا اضافی پانی نہیں لگے گا۔ آپ دیکھیں جہاں بھی کینال سسٹم ہے tail پر چلے جائیں، جس tail پر رقبہ MPA کا ہے، MNA کا ہے، وزیر صاحب کا ہے یا چیئرمین یا ناظم کا ہے ان سب کے باغات کے لیے اضافی پانی لگایا گیا ہے۔ جب

پانی باغات کو منتقل ہو جاتا ہے تو فصل کے لیے نہیں رہتا۔ میں یہی کہہ رہا ہوں کہ یہ جو Canal
Drainage Act ہے ایک قانون ہے جو regulate کرتا ہے water supply system in
the country. صرف اور صرف یہ کردیں اور ملک کو، قوم کو، ہمیں یہ دکھادیں۔ دیکھیے گا we
are implementing the law. I ask nothing of the Government. کم سے کم جو
مسائل حل ہونے ہیں، وہ حل ہوں گے چھ ماہ میں، سال میں، تین سال میں جیسے کہتے ہیں، لیکن
ایک چیز تو کردیں give the semblance if not actually doing it, semblance of
implementing the law. انفراسٹرکچر ہے، لوگ ہیں، men's strength ہے، بے شمار تنخواہیں
لوگوں کو دے رہے ہیں لیکن دو چیزیں، tail کے اوپر farmer کو تحفظ دیں اور جو پٹڑی ہے
اس کو ٹھیک کریں۔

ایک بات ہارون صاحب نے کہی تھی population کی جس کا بہت ذکر ہوا۔ صرف یہ
کہوں گا کہ آپ ذرا دیکھ لیجیے ان لوگوں کو جو آپ نے population میں employ کیے ہیں۔
میں نے سرگودہا میں ایک چھوٹا سا ہسپتال بنایا ہوا ہے اور وہاں پر میں نے Family
Planning, Government of Pakistan کو جگہ دی ہے۔ میں دیکھتا کیا ہوں کہ جو عملہ وہاں
بیٹھا ہوا ہے they are preparing fudge books daily اور اس کے عوض وہ دوائیاں لیتے
ہیں اور دوائیاں بیچ دیتے ہیں۔ There is zero check by the Government on their
employees. سال 77 میں ان کا جتنا مال تھا وہ صرف ہوگیا جعلی ووٹ ڈالنے پر، تب voting
was managed by Population Planning's people. آج میں کہہ رہا ہوں کہ یہ پیسے کا
ضیاع ہو رہا ہے، خدارا! اس محکمے کو supervise کیجیے۔ آپ نے Federal Government میں
وزیر بنایا ہوا ہے، اس کی وزارت Provincial Government میں بھی ہے، آپ نے ایک
institute بھی بنایا ہوا ہے but on the field, there is zero performance. It is
one of the areas جتنے پیسے آپ budget میں sanction کریں گے، یہ یوں ہے کہ آپ
کسی ندی میں بہا رہے ہیں۔ اگر آپ نے population کی بات کرنی ہے

then please show us that you are serious and implementing the policies which are related to poor. Thank you very much Sir.

Mr. Chairman: Dr. Khalid Mehmood Soomro.

سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو: شکریہ جناب چیئرمین۔ اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مہنگائی کے حوالے سے اشیائے صرف کی جو قیمتیں بڑھی ہیں اس پر بات ہورہی ہے۔ پرانے زمانے میں لوگ بچوں کو زندہ درگور کیا کرتے تھے، اب ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ مائیں معصوم بچوں سمیت اپنے آپ کو دریاؤں کی نذر کردیتی ہیں اور اپنے آپ کو بچوں سمیت جلا دیتی ہیں۔

اس وقت ہمارے ملک کی جو صورتحال ہے، مہنگائی کیوں ہورہی ہے، اس پر بات ہورہی ہے۔ سب سے پہلے تو میں یہ گزارش کروں گا کہ جو رقم ہماری ضائع ہو رہی ہے اور جس طرح ملک کو دونوں ہاتھوں سے لوٹا جارہا ہے، اس سلسلے کو روکا جائے۔ گزشتہ حکومت میں 54 ارب روپے مگرمچھ کھا گئے۔ کوئی حساب کتاب نہیں، کوئی پوچھنے والا نہیں۔ غریب آدمی پر دو چار روپے کا قرضہ ہو تو وہ بھی معاف نہیں ہوتا لیکن 54ارب روپے کی رقم لوٹنے والوں کے نام بھی ظاہر نہیں کیے جارہے کیوں کہ وہ اتنے عزیز ہیں اور ان کے ہاتھ اتنے لمبے ہیں۔جب تک ہم اس سلسلے کو نہیں روکیں گے تو عام آدمی کی حالت ٹھیک نہیں ہو گی۔

یہ بھی آپ نے دیکھا، پوری تفصیل اخبارات میں چھپی ہے، کہ صرف کراچی میں ایک ہاؤسنگ منسٹری میں ساڑھے چار کھرب کا گھپلا پکڑا گیا اور اب کہا جارہا ہے کہ master file بھی غائب ہوچکی۔ اب جس ملک میں اتنے گھپلے ہوں، وہاں پر غریب آدمی کی حالت کیسے ٹھیک ہو گی۔ 2005-06 کی آڈٹ رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ وزارت تجارت کے پانچ ذیلی اداروں میں کروڑوں روپے کے گھپلے ہوئے۔ اب ان تمام چیزوں کی تحقیقات ہونی چاہیے۔ جب تک ہم ان چیزوں کی تحقیقات نہیں کریں گے، تب تک ہم غریب آدمی کی حالت کو بہتر نہیں بناسکتے۔ یہ چیز بھی منظر عام پر آچکی ہے کہ گزشتہ دور میں بینک آف پنجاب میں 13 ارب روپے کے گھپلے ہوئے ہیں، 13 ارب روپے کے گھپلے۔ اب خود بتائیں کہ اس صورتحال میں پھر عام آدمی کی حالت کیسے بہتر ہو گی۔

ہمارے ہاں گندم کی کوئی کمی نہیں ہے، آٹے کی کوئی کمی نہیں ہے، چاول کی کوئی

کمی نہیں ہے لیکن ہمارا چاول، ہمارا آٹا، ہماری گندم باہر جارہی ہے۔ ایران، افغانستان اور متحدہ عرب امارات کی تقریباً پوری کفالت ہم کر رہے ہیں۔ ہم بار بار چیخ رہے ہیں کہ borders پر نظر رکھی جائے، borders کو seal کیا جائے اور یہ چیزیں باہر smuggle نہ ہونے دی جائیں لیکن الٹا کیا کیا جاتا ہے، پاکستان کے اندر بین الصوبائی اور بین الاضلاعی پابندی لگا دی گئی ہے۔ باہر تو سب کچھ جارہا ہے، بڑے بڑے ٹریڈر لوگ بھر بھر کر لے جارہے ہیں، جب یہ صورتحال ہوگی تو ہم کس طرح control کریں گے۔ ہم سستے داموں اپنی گندم بیچ دیتے ہیں، چاول بیچ دیتے ہیں اور وقت آنے پر پھر دگنی قیمت پر باہر سے منگواتے ہیں۔ یہ غلط حکمت عملی ہمیں تباہ کررہی ہے۔

ہمیں بار بار یہ کہا جاتا ہے کہ چونکہ عالمی منڈی میں تیل کی قیمتیں بڑھ گئی ہیں اس لیے ہم بھی یہاں بڑھا رہے ہیں۔ جب تیل کی قیمتیں بڑھ جاتی ہیں تو پھر تمام چیزوں کی قیمتوں میں اضافہ ہو جاتا ہے۔یہ میرے پاس ایک سرکاری رپورٹ ہے کہ پاکستان میں تیل درآمد کرنے والی کمپنی، PARCO, Pak Arab Refinery Company, 2001-02 میں پارکو نے تین لاکھ ٹن تیل درآمد کیا اور اس وقت تیل کی قیمت 236 ڈالر سے 260 ڈالر فی ٹن تھی۔ پارکو نے 2001-02 میں اس تیل سے ساڑھے سات کروڑ ڈالر کا نفع کمایا۔ اکتوبر 2006 سے مارچ 2008 تک پارکو نے ایک لاکھ ٹن سے زائد پٹرول درآمد کیا لیکن اس سے کتنا نفع کمایا، کسی کو نہیں بتایا گیا۔

PSO جو پاکستان کی سرکاری کمپنی ہے، اکتوبر سے دسمبر 2007 تک ایک لاکھ تیرہ ہزار ٹن پٹرول درآمد کیا لیکن اس نے کتنا نفع کمایا یہ کسی کو نہیں بتایا گیا۔ جو حقائق منظرعام پر آئے ہیں، عالمی منڈی میں تیل کی قیمت 126 ڈالر فی بیرل کے لحاظ سے، پاکستان میں اس کی قیمت 34 روپے فی لیٹر بنتی ہے لیکن یہاں 70 سے 80 تک یہ نرخ پہنچ چکے ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ دو چار دنوں میں ایک سو تک بڑھا دیا جائے۔ ہمیں یہ بتایا جائے کہ یہ تیل اپنے ملک میں کتنا پیدا ہوتا ہے، باہر سے کتنا منگوایا جاتا ہے اور پھر اپنے ملک میں جو تیل پیدا ہوتا ہے اس کی عالمی قیمت ہم سے کیوں وصول کی جاتی ہے۔

میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ گندم ذخیرہ کرنے کا انتظام سرکاری سطح پر کیا جائے،

چاول محفوظ کرنے کا انتظام سرکاری سطح پر کیا جائے۔ پرائیویٹ ذخیرہ اندوزوں کے خلاف کارروائی کی جائے۔ پھر ملک کی آمدنی بڑھانے کے جو مختلف ذرائع ہیں، ان پر بھی ہم توجہ دیں۔ زراعت کے شعبے کو زیادہ سے زیادہ مضبوط بنائیں۔

یہ چیز بھی اخبارات میں چھپ چکی ہے کہ فرانس tourism سے سالانہ 87 بلین ڈالرز کماتا ہے۔ پاکستان کا قدرتی حسن اس سے بہت زیادہ ہے۔ اگر tourism کی صنعت کو ٹھیک کر لیا جائے تو ہم اس شعبے سے خوب کما سکتے ہیں۔ اس وقت جو بڑے بڑے لوگ stock exchanges میں بیٹھے ہوئے ہیں اور جو بڑے بڑے کاروبار کر رہے ہیں، ان کے اوپر نظر رکھی جائے۔ سٹے بازوں پر نظر رکھی جائے جو ہمارے ملک کو تباہ کررہے ہیں۔ عام آدمی کی حالت کو بہتر بنانے کے لیے ہمیں کوشش کرنی چاہیے۔ عام لوگ ہمارا یہ فلسفہ نہیں سمجھتے کہ جی عالمی منڈی میں یہ ہو گیا تو یہاں پر یہ ہو گیا۔ ان کو تو relief چاہیے۔ مجھے یہ بات سمجھ نہیں آتی کہ جی عالمی منڈی میں فلاں چیز کی قیمت اتنی ہے اس لئے یہاں بھی اتنی ہونی چاہیے۔ مثال کے طور پر اگر سیب امریکہ میں پچاس ڈالر میں بکتا ہے، تو پھر یہاں بھی آپ پچاس ڈالر کر دیں کیونکہ پوری دنیا global village بن چکی ہے اور اس عالمی تناظر میں ہمیں چلنا ہے۔ اگر وہاں پر انگور پچیس ڈالر میں بکتا ہے تو یہاں پر بھی آپ پچیس ڈالر کا ریٹ کر دیں کیونکہ عالمی منڈی کے ساتھ چلنا ہے۔ یہ فلسفہ سمجھ سے بالاتر ہے۔ اللہ نے ہمارے ملک کو بہت کچھ دیا ہے۔ تیل اور ڈیزل کی قیمتیں بڑھنے کی وجہ سے جو نقصانات ہو رہے ہیں تو پھر جو متبادل ذرائع ہیں ان پر سوچا جائے۔ ہمارے ہاں کوئلے کے اتنے بڑے ذخائر ہیں کہ جس کی کوئی انتہا نہیں، لیکن اس طرف کوئی توجہ نہیں دی جا رہی حالانکہ امریکہ، جرمنی، سپین اور دیگر ممالک میں متبادل ذرائع سے توانائی حاصل کی جا رہی ہے۔ ہم بھی ان چیزوں کی طرف توجہ کریں۔

ہم تمام لوگوں کو مل کر بیٹھنا چاہیے اور عام لوگوں کی حالت کو بہتر بنانے کے لئے ہمیں سوچنا چاہیے۔ ہم صرف بڑے ایوانوں کو ٹھیک کرنے کے لئے یہاں پر تجویزیں دیتے ہیں کہ یہاں پر فرنیچر ٹھیک ہو جائے، تنخواہیں بہتر ہو جائیں، مراعات بہتر ہو جائیں، لیکن جو غریب آدمی ہے، جو ملک کی خدمت کرتا ہے، کماتا ہے، پسینہ بہاتا ہے ہم ان کی طرف توجہ نہیں کرتے ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اللہ کی رضا کے لئے یہ کام کریں۔ عام آدمی کی حالت کو بہتر

بنانے کی فکر کریں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں سنجیدگی کے ساتھ اس قسم کی توفیق عطا فرمائے تاکہ ہم مل بیٹھ کر عام آدمی کی حالت کو بہتر بنانے کے لئے کوئی کام کر سکیں۔ بڑی مہربانی جناب۔

جناب چیئرمین: شکریہ، جی رحمان ملک صاحب۔

جناب رحمان ملک (مشیر برائے داخلہ امور): جناب چیئرمین! میرے فاضل دوست نے جو فرمایا ہے کہ کراچی میں ایک scandal ہے،

we are privy of that and we have already ordered investigation to it and I assure him that we will take action on it. He has mentioned other subject, I would like to request him to give us the details and we will order investigation to it. We will present these reports here in the Senate. Thank you Mr. Chairman.

سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو: انشاء اللہ میں یہ تمام چیزیں پیش کر دیتا ہوں۔

سینیٹر بابر خان غوری: جناب والا! ہمارے معزز رکن جناب ڈاکٹر خالد سومرو صاحب نے جو housing کے حوالے سے الزامات لگائے ہیں، مجھے بڑا افسوس ہے اور ان کی ذات سے مجھے یہ امید نہیں تھی کیونکہ ان کی شخصیت مذہبی حوالے سے بھی ہے اور ہمارے مذہب میں سب سے پہلے یہ ہے کہ کوئی الزام نہ لگاؤ، کوئی تہمت نہ لگاؤ جب تک کہ تمہارے پاس کوئی ثبوت نہ ہو۔ پاکستان کے وہ لوگ جو پچھلے ساٹھ سالوں سے حکومت پاکستان کی خدمت کر رہے تھے، وہ سرکاری ملازمین جو کراچی میں، اسلام آباد میں، لاہور میں مختلف سرکاری مکانات میں رہائش پذیر ہیں، جن کے لئے متحدہ قومی موومنٹ کی یہ پالیسی ہے کہ ان کو ان کے رہائشی حقوق دیے جائیں۔ G/6 کے کوارٹروں کو lease کیا جائے، مارٹن، جہانگیر روڈ کے کوارٹروں کو lease کیا جائے۔ کوئٹہ، پشاور اور لاہور میں وہ سرکاری ملازمین جو اپنی مدت ملازمت پوری کر چکے ہوں یا کم از کم بیس سے پچیس سال serve کر چکے ہوں، اگر ان کا انتقال ہو گیا ہے تو ان کی بیواؤں، ورثاء جو اس میں طویل عرصے سے رہ رہے ہیں، ان کو یہ مکانات دیے جائیں۔ اس کے لئے

اہلیت کے certificates تقسیم کئے گئے تھے، لیکن ایک سازش کے تحت چند لوگ جو ان غریب لوگوں کی خوشیاں برداشت نہیں کر سکتے تھے، انہوں نے یہ الزامات لگانے شروع کئے کہ اربوں روپے کی زمین کوڑیوں کے بھاؤ دے دی گئی۔ کس کو دی گئی کوڑیوں میں، کسی private sector کو دی گئی، کسی builder کو دی گئی، کسی دوست کو دی گئی، کسی سے پیسے لئے گئے، یہ غلط ہے۔ میں اس کی تردید کرتا ہوں اور مجھے افسوس ہے کہ بغیر تحقیقات کے اس قسم کی بات اس forum پر لانا، بہت ہی افسوسناک ہے۔ جہاں تک ان غریبوں کی مدد کرنے کا تعلق ہے، وزیراعظم پاکستان یوسف رضا گیلانی صاحب بھی کہہ چکے ہیں کہ تمام سرکاری ملازمین کو ریٹائرمنٹ پر رہائش فراہم کی جائے گی۔ ہم نے اس وقت جو لوگ رہائش پذیر ہیں ان کو اہلیت کے certificates دیے ہیں۔ یہ کوئی گناہ نہیں ہے۔ اگر یہ گناہ ہے، اگر یہ corruption ہے، اگر یہ غلط کام ہے تو ہم ایسے کام سو مرتبہ کریں گے، کیونکہ ہمیں ان غریبوں کو، ان سرکاری ملازمین کو رہائش فراہم کرنی ہے، مکان فراہم کرنا ہے اور corruption کے حوالے سے یہ پالیسی نہیں، میں سمجھتا ہوں کہ جو لوگ یہ کہہ رہے ہیں ان کے دلوں میں یا ان کی نیتوں میں ایسی بات ہوگی۔ ہماری ایسی کوئی پالیسی نہیں ہے۔ جب بھی ہم اقتدار میں آئیں گے، ہم غریبوں کے مکانات کی بات کریں گے، سرکاری ملازمین کو مکانات دیں گے۔ تمام پاکستان کے جس جس علاقے میں سرکاری ملازمین ہیں ان کو مستقل رہائش فراہم کریں گے۔ بہت شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: اس issue پر discussion نہیں ہو رہی ہے، وہ کہہ رہے ہیں کہ ابھی اس پر discussion کرائیں اور ان کو بتائیں کہ آپ کو---

سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو: Discussion کوئی نہیں ہے، لیکن یہاں پر وفاقی وزیر نے اعتراف کیا ہے، وزیراعظم کا بیان چھپا ہے۔ پوری تفصیلات اخبارات میں چھپ چکی ہیں۔ حقائق کو مسخ کیوں کیا جا رہا ہے۔

جناب چیئرمین: میرے خیال میں رحمان ملک صاحب کو سن لیا جائے۔

Mr. Rehman Malik: Mr. Chairman' my friend Dr. Khalid Soomro has raised another question regarding Bank of Punjab: Yes, investigation is being carried out by NAB, inquiry has already been registered and we are in touch with Govt. of the Punjab and we hope to have the results very soon. So, I will discuss with Dr. Khalid Soomro later, if he has any information, I assure him that we will look into it. Thank you Sir.

Mr. Chairman: Mr. Wasim Sajjad, Mr. Tariq Azim Khan, Mrs. Gulshan Saeed; Mr. Mushahid Hussain, Dr. Abdul Khaliq Pirzada.

سینیٹر ڈاکٹر عبدالخالق پیرزادہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! آپ کی بہت مہربانی کہ آپ نے مجھے مہنگائی کے issue پر بولنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ مہنگائی کے issue پر اور تقریباً اس کے ہر پہلو پر معزز ممبران نے ایوان میں بات کی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر کوئی بات یا کوئی تقریر repeat ہو تو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اس لئے کہ یہ بڑوں کی مجلس ہے۔ میں سوائے اس کے کہ تمام پہلو سننے کے بعد آپ سے یہ عرض کروں کہ میں قرآنی پہلو سے مہنگائی کے بارے میں کوئی بات کرنا چاہتا ہوں تو میرے خیال میں ایک عالم دین کی حیثیت سے یہ مناسب ہوگا۔ جناب چیئرمین! اللہ تعالیٰ نے زمین پیدا فرمائی اور اسی زمین کو انسانوں کے لئے مختص فرمایا۔ اس زمین میں دو قسم کے انسان بستے ہیں' ایک زندہ لوگ' دوسرے مردہ لوگ۔ مردہ بھی تو بستے ہیں' اس زمین میں رہتے ہیں اور قیامت تک وہ یہاں پر رہیں گے۔ ان کے لئے اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں (عربی) ترجمہ: کیا نہیں بنایا ہم نے اس زمین کو کافی ان تمام ضروریات کے لئے (عربی) ترجمہ: زندہ لوگوں کی ضروریات بھی پورا کرنے کے لئے اس کو کافی بنایا ہے ہم نے۔ (عربی) ترجمہ: اور جو مر جائیں گے' یا جو مر گئے ہیں ان کے لئے بھی ہم نے اس زمین کو مکمل بنایا ہے۔ اس کو ایسا نہیں بنایا ہے کہ تعداد تو اتنی کر دی اور زمین کی پیداوار کم ہو گی اور ہمارے انسانوں کو' میرے بندوں کو تکلیف ہو گی۔

فرمایا (عربی) ترجمہ: ہم نے اس زمین کو بمع فیل کفایا یعنی کافی مقدار میں زندہ اور مردہ لوگوں کے لئے اس میں ہم نے ذرائع پیدا فرمائے ہیں۔(عربی) ترجمہ: آپ دیکھتے نہیں ہیں کہ اب بھی ہم اس میں تبدیلیاں اور ترقیاں کرتے جا رہے ہیں'(عربی) ترجمہ: بڑے بڑے پہاڑ' رواسی ان پہاڑوں کو کہتے ہیں جو سمندر کے کنارے پر نئے بنتے ہیں کئی سو سال میں ایک ٹیلہ بنتا ہے' کئی ہزار سال میں پہاڑ بنتے ہیں اور ان کا زراعت سے بڑا تعلق ہوتا ہے۔(عربی) ترجمہ: اور ہم نے تمہیں میٹھا پانی پلایا' (عربی) ترجمہ: جو ان حقائق کو جھٹلاتے ہیں ان کے لئے تو پھر بہت بربادی کی بات ہے۔ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ (عربی) ترجمہ: ہم نے ہر چیز کو پانی سے زندگی بخشی ہے۔ اب یہ ہے کہ ہمارے پاس یہ زمین تو کافی نہیں ہو رہی' تو یہ اللہ تعالیٰ پر الزام جاتا ہے' نہیں' اس کی اصل وجہ ہم تلاش کریں تو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو تمام زرعی' سیاسی' سماجی ہرقسم کے مسائل' ہر چیز کا نام' ہر چیز کا کام' ہر چیز کا فائدہ' ہر چیز کو استعمال کرنے کے طریقے بتائے تھے اور انسانیت پر احسان جتانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا (عربی) ترجمہ: ہم نے آدم کو تمام چیزوں کے نام' تمام چیزوں کے کام' تمام چیزوں کے فوائد' تمام چیزوں سے جتنی انسانیت کو بھلائی ملے گی' سب کچھ ہم نے سکھلا دیا ہے۔ اب یہ تمہارا کام ہے کہ تم اس زمین سے اور اس علم سے فائدہ اٹھاتے ہو کہ نہیں۔

میرے خیال میں کوئی اعداد و شمار بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں آپ سے کہوں کہ چینی اتنے کی ہو گئی ' آٹا اتنے کا ہوگیا ' ساری باتیں ہو گئی ہیں۔ ظاہر سی بات ہے ابھی ہمارے رانجھا صاحب نے جو بنیادی باتیں کی ہیں وہ بڑی ہی اہم ترین باتیں ہیں کہ جب گنے کی کاشت کرنے والے کو کئی کئی مہینے لائن میں کھڑا ہونا پڑے گا ' بڑی مشکل سے اسے وہ گنا منت سے بیچنا پڑے گا ' پھر کئی سال اس کو اس گنے کے پیسے نہیں ملیں گے ' دو مہینے کے بعد اس نے چاول کی فصل اگانی ہے ۔ اس کے لئے اس کے گھر میں خرچہ نہیں ہوگا۔ گنا اول تو اس کا یہیں ختم ہوگیا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے ہر چیز کو پانی سے زندگی بخشی ہے تو وہ ہمارا پانی کا سسٹم بھی خراب ہوگیا۔ اس کے بعد اللہ سبحانہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ پھلوں میں مٹھاس اور رزق میں برکت آپ کے کام اور آپ کی محنت اور آپ کی نیت پر منحصر ہے۔ نیت ہماری خراب' کام ہمارا ناقص' آپ کو معلوم ہے کہ جب یورپ نے ہندوستان یا

مسلم اقوام پر قبضہ کرنا چاہا تو ایک plan بنایا۔ میرا P.hd اسی موضوع پر ہے ' اور plan یہ بنایا ہے کہ اس قوم کو نہایت ذلیل ترین شکل میں کیسے تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ سب سے پہلے وہاں علم کی بات آئی کہ اس قوم کو علم اور اخلاق سے عاری کر دیا جائے۔ حکومت سے تو عاری کرنا ہی تھا تو علم اور اخلاق سے کیسے عاری کیا جائے گا' اس کو غربت کی بھٹی میں جھونک دیا جائے۔ اس کو غربت کی بھٹی میں کیسے جھونکا جائے گا رزق اور پیداوار کے جتنے بھی وسائل ہیں وہ سارے چھین لئے جائیں۔ لہذا غربت کو عام کیا گیا' لوگوں کی زمینیں چھینی گئیں' اور اتنا ظلم ہوا کہ مسلمان بادشاہوں کے شہزادے بیڑی اور سگریٹ کے ٹکڑے سڑک سے اٹھا کر پینے لگے۔ لیکن یہ وقت ایک دفعہ انگلینڈ میں بھی آیا تھا کہ جنگ عظیم ثانی میں اتنے برے حالات ہو گئے تھے کہ ایک انڈا ' ایک پونڈ کا ہوگیا تھا۔ ہیروشیا اور ناگاساکی میں آپ دیکھیں جیسا کہ بابر غوری بھائی نے اپنی تقریر میں فرمایا تھا کہ انہوں نے بھی بالکل تباہ و برباد ہونے کے بعد ترقی کی تھی ۔ یورپ کے حالات آپ کے سامنے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک آدمی صبح کو مایوس ہوتا ہے ہو سکتا ہے دوپہر کو اس کی تمام مایوسی ختم ہو جائے ' وہ پھر سے زندہ ہو جائے اور پھر سے وہ خوش ہو جائے یا ایک آدمی صبح کافر ہوتا ہے اور شام کو مسلمان ہو جائے۔ رات کو کافر ہوتا ہے تو صبح کو مسلمان ہو جائے۔ ایک دفعہ ایک قوم غریب ہوتی ہے تو پھر وہ اس غربت کا احساس کرے کہ یہ غربت آخر ہے کیوں۔ جیسے کہ کل بھنڈر صاحب نے فرمایا۔ میری تقریر کا بھی اکثر حصہ اسی سے منسلک ہے۔ اس ملک میں دو وجوہات ہیں ' ایک انہوں نے بتائی تھی ' ایک میں بتاتا ہوں ۔ mismanagement انتظامی امور صحیح نہیں ہیں۔ ہر شعبے اور وزارت کے لئے کیا strategy ہونی چاہیے بالکل صحیح plan بنتا ہے لیکن اس پر implementation اور عمل صحیح نہیں ہوتا۔ دنیا نے ہم سے قوانین لے کر اپنی وزارتیں آباد کر لی ہیں لیکن ہم اس میں کافی کمزور ہیں۔

دوسری بات سمگلنگ کی ہے۔ اگر سمگلنگ بند ہو جائے۔ یہ اصل میں غریبوں کے خلاف بہت بڑی دہشتگردی ہے۔ ایک تو دینی امور میں دہشتگردی ہوتی ہے' ایک امیر آدمی کی اپنے بڑے ہونے کی دہشتگردی ہے' دوسروں پر کنٹرول حاصل کرنے کے لئے ' ایک اقتصادی دہشتگردی ہے جو کہ غریبوں کو باندھ کر رکھتا ہے اس پاکستان میں ' میں نے پچھلے سال بھی

عرض کی تھی کہ ایک جنرل میرے والد صاحب کے مرید تھے۔ انہوں نے اپنے گھر میں ہمارا کھانا کیا۔ اس وقت منٹگمری تھا ساہیوال کا ضلع ، تو اس نے کہا کہ منٹگمری کی یعنی ساہیوال کی ایک سال کی پیداوار کو اگر محفوظ کر کے رکھ لیا جائے تو وہ دس سال تک پاکستان کے لئے کافی ہے۔ یہ زمین جس پر ہمیں فخر ہے ، رہے گا ، ایک نہ ایک دن ہمارے کھوپڑے صحیح ہوں گے اور ہم اس میں اخلاص نیت سے اگر تھوڑی سی بھی محنت کرتے ہیں تو اس کے ایک ضلع کی پیداوار پورے پاکستان کو کافی ہے لیکن غریبوں کے وہ دشمن ، وہ جاگیردار ، وڈیرے ، وہ جنہوں نے hold کیا ہوا ہے اس میدان پر ، انہوں نے یہ قسم کھا رکھی ہے کہ جب تک لوگوں کو بھوک میں مبتلا کر کے نہ رکھیں چین سے نہیں بیٹھیں گے۔ شروع شروع میں بعض ملکوں میں سوشلزم اور کمیونزم آیا تو ان کی یہ پالیسی تھی کہ غریبوں کو حکومت کے بارے میں سوچنے اور علم کے بارے میں سوچنے کے بدلے ان کو آٹے کی لائنوں میں لگا دیا جائے تاکہ یہ آٹے اور چینی کے بارے میں سوچتے رہیں۔ یہ غربت سے ایک بہت بڑی بغاوت ہے۔ ایک بہت بڑا ظلم ہے 98% غریبوں پر اور ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس کا صحیح حل ہو۔ ابھی تو ماشاء اللہ مفاہمتیں ہو رہی ہیں ، coalition ہو رہی ہے تو تمام جماعتیں اخلاص سے بیٹھ کر صرف ایک فیصلہ کریں۔ میں آپ کو ایک بات بتاتا چلوں میں بہت کم وقت لوں گا۔ میں لمبی تقریر نہیں کرتا۔ ہمارے بزرگ تھے مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری ، ان کے بیٹے کسی غلط کام میں پکڑے گئے تو جج کے پاس جب مقدمہ گیا تو جج بخاری صاحب کے پاس گیا اور کہا کہ آپ کا بیٹا پکڑا گیا ہے ، مقدمہ بڑا خطرناک ہے اور بڑی بدنامی ہوگی اور بڑی سخت سزا اس کو ملے گی تو آپ کا کیا حکم ہے۔ فرمایا کہ دیکھو چلے جاؤ یہاں سے ، جو اس جرم کی سزا دوسرے مجرموں کو دی جاتی ہے بالکل وہی سزا میرے مجرم بیٹے کو دی جائے اور تھوڑی سی اس سے زیادہ دو کیونکہ وہ عالم دین کا بیٹا ہے تاکہ اس کو سمجھ آ جائے اور وہ دوبارہ یہ جرم نہ کرے۔

جناب! میں اپنی بڑی لمبی تقریر کو بالکل مختصر کرتے ہوئے صرف ایک بات کہتا ہوں۔ تھوڑی سی توجہ جناب! حزب اقتدار اور حزب اختلاف کو عرض کرتا ہوں کہ آپ سارے مل کر ایک دفعہ یہ معاہدہ کرلیں کہ اگر سمگلنگ میں ہمارا بیٹا بھی پکڑا گیا تو اس کو بھی پھانسی پر لٹکا دیں گے۔ اگر سمگلنگ میں ہمارا بہنوئی پکڑا گیا تو اس کو بھی پھانسی پر لٹکا دیں گے۔ جب

سمگلنگ میں ہمارا کوئی وزیر پکڑا گیا تو اس کو بھی سولی پر لٹکا دیں گے۔ اگر صرف ہماری پارٹیاں، میں سب کا احترام کرتا ہوں، یہ عہد کرلیں تو غربت کے خلاف یہ جو اتنی بڑی دہشتگردی ہے، اور یہ (عربی)

حضور صلی اللہ و علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ قریب ہے کہ فقر و فاقہ انسان کو کفر کی حد پار کروا دے اور لوگ کافر ہو جائیں اور یہاں خانہ جنگی شروع ہو جائے اور غریبوں کے ساتھ پہلے کیا کم ہوا ہے۔ بہت ہوگئی ہے۔ اب تو میرا خیال ہے کہ یہ ججوں کا مسئلہ اور دوسرے مسئلے بعد میں حل کرنا بھائی، پہلے مل کر یہ سوچو کہ اپنے گھر میں کس کو یہ ناسور لگا ہوا ہے کہ جو اچھی بھلی اس قوم کی آمدنی کو ہزاروں کے حساب سے دوسرے ملک کی سرحدوں کے اندر گزار دیتا ہے اور ان غریبوں کے لئے وہاں سے افیون اور دوسری چیزیں لاتا ہے۔ اگر یہ سمگلنگ بند ہوتی ہے تو بھائی صاحب آپ کے ملک میں سب کچھ موجود ہے۔ ایک بات اور عرض کروں گا اگر آپ اجازت دے دیں۔---

جناب چیئرمین: وقت کا خیال رکھیں۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالخالق پیرزادہ: یہ بڑی اہم بات ہے۔ سارے مسئلے خود ہی نہ ہم سوچ لیا کریں۔ تھوڑے سے اللہ اور رسول پر بھی چھوڑ دیا کریں۔ اللہ رسول کا نام بالکل نہ لیں۔ اس جیسے دس ہزار ایوان بالا و زیریں ہو جائیں۔ اگر خدا اور رسول کی مدد کو شامل حال نہ کیا گیا تو رزق میں برکت نہیں آسکتی اور ملک میں خوشحالی پیدا نہیں ہوسکتی۔ اسلئے (عربی)

آپ کو پتا ہے کہ اسلام میں دہشتگردی کی بڑی سخت سزا ہے۔ اسلام میں زیادتی کرنے کی بڑی سخت سزا ہے۔ اسلام میں غریب کو نفرت سے دیکھنے کی بڑی سزا ہے۔ اللہ فرماتے ہیں اگر کسی شخص نے میرے غریب بندے کو نفرت کی نگاہ سے دیکھا تو میں ہمیشہ اس کو جہنم میں ڈالوں گا۔ اسلام میں جناب چیئرمین! یہ بھی مسئلہ ہے کہ اگر آپ کے پاس روٹی ہے اور ساتھ والے کے پاس روٹی نہیں ہے اور اس کو پتا ہے کہ آپ کے پاس روٹی ہے اور اس کے پاس بالکل نہیں آئے گی۔ اسلام اسے اجازت دیتا ہے کہ وہ آپ سے چھین کر روٹی کھالے تو چھین کے روٹی کھالینے کا وقت قحط سالی کا وقت اور یہ بدحالی کا وقت آئے گا۔ اسی کا ترجمہ آپ

خانہ جنگی کرتے ہیں تو اس خانہ جنگی سے آپ قوم کو بچائیں۔ یہ غریبوں کی پارٹی ' یہ ہماری 98% غریبوں کی پارٹی ' اور ساری غریبوں کی پارٹیاں مل کر بیٹھ جائیں ۔ چند امیروں کی مونڈیاں مروڑ کر یہ ثابت کردو کہ آج کے بعد کسی امیر کو یہ اجازت نہیں ہوگی کہ وہ غریب کے پیٹ پر ڈاکہ ڈال کر اس غریب کی غربت کا مذاق اڑائیں۔ آپ کا شکریہ تقریر میری رہ گئی پھر سہی ۔ شکریہ ۔

جناب چیئرمین: کوثر فردوس صاحبہ ۔ مولانا گل نصیب خان۔

سینیٹر مولانا گل نصیب خان :------(عربی)------ شکریہ' جناب چیئرمین! آپ نے مجھے انتہائی اہم موضوع پر ایوان میں بات کرنے کی اجازت عنایت فرمائی۔ اس وقت پاکستان ایک نازک ترین صورتحال سے گزر رہا ہے اور مہنگائی انتہائی خطرناک حد تک پہنچ چکی ہے اور پوری قوم اس اژدہے سے بچاؤ کی فکر میں ہے۔ پورے ملک میں خودکش حملے' بدامنی اور مہنگائی' عدالتوں کے بحران ' یہ سب مشکلات اس وقت ہمارے سامنے ہیں لیکن اس وقت ایوان میں زیر بحث موضوع مہنگائی ہے۔ مہنگائی کا ایک عنصر تو وہ ہے جو ہمارے بس سے باہر ہے۔ اگر بین الاقوامی دنیا پر مہنگائی کا سیلاب آ رہا ہے تو ظاہر ہے ہم اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ اس کے لیے ہمیں دیکھنا پڑے گا کہ کون سے عوامل ایسے ہیں جن پر معیشت کے حوالے سے ہم ٹھوس بنیادوں پر منصوبہ بندی کریں۔ پڑوس ممالک میں ایسے ممالک ہیں جن کے ساتھ ہم زراعت، صنعت اور دیگر اشیا میں خریدوفروخت کے سلسلے میں اگر معاہدے کریں تو بہت حد تک اس میں کامیابی حاصل کر سکتے ہیں۔ جناب چیئرمین! اس فلور پر کھڑے ہو کر ہمیں یہ بات نہیں بھولنی چاہیے کہ ہم ایک مسلمان قوم ہیں' ایک دین کے ماننے والے ہیں اور وہ دین کامل ہے۔ دین کامل کے معنی یہ ہیں کہ زندگی کے ہر شعبے میں اس کی رہنمائی سے مستفید ہوئے بغیر ہم مسلمان نہیں رہ سکتے۔

جناب چیئرمین! جس وقت معیشت کی بنیاد سود پر ہو تو میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ معاشی بحران ضرور آئے گا۔ معاشی بحران آیا اور پوری دنیا اس کی لپیٹ میں آئی۔ میں عرض کروں گا کہ پوری دنیا میں معاشی طور پر جو بحران ہے' امریکہ سے لے کر ایک چھوٹے ملک تک جو مشکلات درپیش ہیں وہ تمام سود کی کارستانی ہے۔ اگر ہم ایک آزاد و مختار ملک ہیں اور

مسلمان قوم ہیں اور پاکستان کی آزادی کے وقت ہم نے یہ نعرہ دیا تھا کہ ہم ایک ایسے خطے کو آزاد کرنے کے لیے جا رہے ہیں جہاں پر اسلامی تعلیمات کے مطابق ایک نظام ہوگا تو جناب والا ہماری معیشت سود سے صاف اور پاک ہونی چاہیے۔ جناب والا! سپریم کورٹ نے بھی سود کے بارے میں حتمی فیصلہ دیا ہے کہ اس ملک کی معیشت سود کی بنیاد پر نہیں ہونی چاہیے ۔ اس کے علاوہ بھی آپ دیکھیں کہ جو banks سود پر چل رہے ہیں، سرمایہ داروں کے لیے تو قرضے معاف کر دیتے ہیں لیکن پچیس ہزار روپے کا قرضہ لینے والوں کی پٹائی ہو رہی ہے اور ان کو انتہائی مشکلات سے دوچار کیا جا رہا ہے ۔ یہ سود کی برکت ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ یہ پورا ایوان اور پورا ملک و قوم اس بات پر سوچے کہ ہم مسلمان قوم ہیں اور ہمیں آخر مرنا ہے اور اللہ تعالیٰ کے سامنے جوابدہ ہونا ہے اور یہ واحد ایک ایسی بنیاد ہے جس پر اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ جو یہ عمل کرے تو میرے اور میرے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف جنگ کے لیے تیار ہو جائے---

--------------(عربی)______ اللہ اور رسول کے ساتھ لڑائی کے لیے تیار ہو جائے ۔ تو جو قوم اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لڑائی کرتی ہے کامیابی اللہ تعالیٰ کی ہی ہو گی۔

جناب والا! دوسری بات یہ ہے کہ اگر بین الاقوامی طور پر مہنگائی ہے اور اس سے ہم متاثر ہو رہے ہیں اس کا ہمارے پاس علاج نہیں ہے۔ اس کا علاج بھی ہم سوچتے رہیں گے لیکن ملک کے اندر جو ہماری کمزوریاں ہیں، اگر ہم قرآن و سنت کے مطابق ان کے متعلق سوچیں، فکر کریں ۔ نمبر ایک ذخیرہ اندوزی ہے۔ شریعت کے حوالے سے مال کو اس انداز سے جمع کرنا، اس انداز سے گوداموں میں ذخیرہ کرنا کہ لوگ اس سے مستفید نہ ہوں، یہ شرعاً ناجائز اور حرام ہے۔ لہذا اگر اس وقت حکومت ان لوگوں پر ہاتھ ڈالے جو ذخیرہ اندوزی کر رہے ہیں اور جو ملک کی گندم، چاول اور دوسری اشیا کو خرید کر اپنے مرضی کے نرخ مقرر کرکے لوگوں کو دیتے ہیں تو اس پر ہم کنٹرول حاصل کر سکتے ہیں۔ اگر اسی حوالے سے ہم منصوبہ بندی کریں اور ذخیرہ اندوزی کے خلاف جہاد کریں تو کسی حد تک مہنگائی پر کنٹرول حاصل کر سکتے ہیں۔

جناب والا! دوسری چیز سمگلنگ ہے۔ اخبارات میں اب بھی روزانہ خبریں لگ رہی ہیں کہ افغانستان کی طرف سمگلنگ ہو رہی ہے۔ ایران کی طرف چاول کی سمگلنگ ہو رہی ہے اور نزدیکی ملکوں کی طرف سمگلنگ شروع ہے۔ جب ملک میں ان چیزوں کی ضرورت ہے اور ملک سے

باہر غلہ جا رہا ہے تو یہ شریعت کے بھی خلاف ہے اور بین الاقوامی اصولوں کے بھی خلاف ہے اور قوم کے لیے بھی تباہی و بربادی کا ذریعہ ہے۔ جناب والا! ضروری ہے کہ سمگلنگ پر قابو پانے کے لیے ہم مکمل اقدامات کریں۔

جناب والا! تیسری چیز جو معیشت کے لیے نہایت نقصان دہ ہے وہ ملاوٹ ہے۔ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ جو ملاوٹ کرتا ہے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ ہماری معیشت کو ملاوٹ بھی کھا رہی ہے۔ اس وقت میں یہ بھی عرض کروں گا کہ سرکاری طور پر گندم کی جو قیمت مقرر کی گئی ہے وہ تقریباً سات سو روپے فی من بنتی ہے لیکن ذخیرہ اندوز ایک ہزار پچاس یا گیارہ سو روپے فی من تک وہ گندم خرید رہے ہیں، ظاہر ہے حکومت کو کون گندم دے گا۔ لہٰذا جو ریٹ حکومت مقرر کرتی ہے اس پر بھی ہمارا کنٹرول نہیں ہے۔ ہماری معیشت کی بنیاد ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے مطابق نہیں ہے کہ میانہ روی آدھی معیشت کو خود سنبھالتی ہے۔ ہماری قوم میں ایسا معاشرہ create ہوگیا ہے کہ غریب، غریب سے غریب تر ہوتا جا رہا ہے اور امیر، امیر سے امیر تر ہوتا جا رہا ہے۔ ایک آدمی راتوں رات اربوں کا مالک بن جاتا ہے اور راتوں رات غریب لوگ فاقوں پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ جناب والا! اس وقت پورے ملک کے اندر لوگ اپنے بچوں کو بیچتے اور خودکشیاں کرتے پھر رہے ہیں لہٰذا یہ بات صرف تقریروں اور مشوروں کی حد تک نہیں بلکہ میرے خیال میں ہنگامی صورت حال کا اعلان کرتے ہوئے جب تک مہنگائی کو ہم اس حد تک نہ لے آئیں کہ جہاں پر غریب کی قوت خرید معیشت کے مطابق ہو جائے اس وقت تک ہم چین سے نہ بیٹھیں اور پوری قوت کے ساتھ مہنگائی پر کنٹرول حاصل کرنے کے لیے قومی طور پر جدوجہد کریں۔ اس میں حزب اقتدار اور اختلاف سارے مل کر ایک جہاد کریں۔ اللہ تعالیٰ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ میں آپ کا شکرگزار ہوں۔

جناب چیئرمین: جی رضا محمد رضا صاحب۔

سینیٹر رضا محمد رضا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! سب سے پہلے تو پشتون خواہ ملی عوامی پارٹی کے پارلیمانی لیڈر جناب عبدالرحیم مندوخیل صاحب نے آج کے

موضوع price hike کے بحران کے حوالے سے جو کچھ کہا میں ان کی تائید کرتا ہوں۔ اس میں' میں یہ اضافہ کروں گا کہ ہماری معیشت کی جو تصویر ہے وہ اخبارات سے واضح ہے بلکہ اگر آپ کل کے اخبارات دیکھیں تو اس میں اسحٰق ڈار صاحب نے ایک سیمینار میں جو تصویرکشی کی ہے اور بالخصوص ڈاکٹر شاہد حسن صدیقی صاحب نے ، میں ممبران سے بھی اپیل کروں گا کہ وہ کل کا "جنگ" اخبار پڑھیں' اس میں انہوں نے ایک article لکھا تھا بلکہ ایسے article تو ہر روز آتے رہتے ہیں۔ ہماری معیشت کی جو تباہ حالی اور زبوں حالی ہے وہ ہمارے عوام پر' ہمارے parliamentarians سے زیادہ واضح ہے۔ ہمارے عوام ان سے زیادہ جانتے ہیں کہ ہماری کیا حالت ہے۔

جناب چیئرمین! جیسا کہ میرے لیڈر نے کہا کہ ہماری اقتصادی پالیسیوں نے ہماری معیشت کو یہاں تک پہنچایا۔ یہ جو ہم نے privatization کی پالیسیاں بنائی ہیں' جو ہم نے وسائل پر عوام کی ملکیت سے انکار کیا' یہ جو ہم نے مسلسل اپنے ملک کو سامراجی ممالک کے ہاتھوں میں گروی بنا رکھا ہے۔ جناب والا! اس وقت ہمارے جو بھی مشیر صاحب تعینات ہوں گے وہ بتا سکیں گے کہ جب بجٹ ہم پیش کریں گے' 30 جون تک ہمارے خارجی قرضوں کی حد 50 ارب ڈالر تک پہنچ چکی ہوگی اور جو ہمارے داخلی قرضے ہیں ان کی حد 30 کھرب سے زیادہ ہو جائے گی۔ ڈاکٹر شاہد حسن صدیقی صاحب جو کچھ کہتے رہے ہیں،مسلسل کہتے رہے ہیں اور کوئی اس کی تردید نہیں کر سکا۔

جناب چیئرمین! گزشتہ سات سالوں کے دوران 4 کھرب روپے سے زیادہ غریب طبقات سے بالائی طبقات میں منتقل ہوگئے ہیں۔ اس وقت ہمارے عوام کی حالات یہ ہے کہ ہمارے 13 کروڑ عوام' وہ جو عالمی پیمانہ ہے کہ دو ڈالر روزانہ کمائیں' اس کی حد سے نیچے ہیں۔ 10 فیصد لوگ ایسے رہ گئے ہیں جن کی قوت خرید ہے۔ ہمارے کروڑوں لوگ اس وقت فاقہ کشی پر مجبور ہیں اور اقوام متحدہ کی رپورٹ ہے کہ 77 ملین لوگ غذائی اجناس کی قلت کا شکار ہیں۔ جناب والا! یہ بڑی اذیت ناک اور تباہ کن صورتحال ہے۔ یہ درست ہے کہ بہت سارے مسائل ابھی بھی حل طلب ہوں گے لیکن کوئی زرعی ملک اس مسئلے سے دوچار نہیں ہو سکتا۔

ہمارے وزیراعظم صاحب نے یہ گندم کی جو امدادی قیمت Rs.510 سے بڑھا کر .Rs

-/625 مقرر کی ہے تو اس کی یہ ذمہ داری تھی کہ اس price rate کو control بھی کرتے۔ ہماری گندم کی پیداوار اگر 22 ملین ٹن نہیں ہے تو کم از کم 20 ملین ٹن تو ضرور ہے۔ جس ملک کی فصل کا وقت ہو اور وہاں پر آپ کو آٹا نہ ملے اور اگر ملے تو 35 روپے اور 40 روپے فی کلو ملے تو ہماری حکومت کو سوچنا ہو گا کہ ان کی حکومت کدھر ہے۔

جناب والا! میں مختصر وقت میں یہ کہوں گا کہ یہ جو ہم نے دعویٰ کیا تھا 60 سال کی جدوجہد کے دوران، یہ جو ہماری جمہوری پارٹیاں تھیں، جن میں اس وقت کی حکمران پارٹی، پاکستان پیپلز پارٹی بھی شامل تھی، یہ ایک پیمانہ تھا کہ ایک عام آدمی کی تنخواہ، ایک غریب، ایک محنت کش، ایک چھوٹے ملازم کی تنخواہ اگر ایک تولے سونے کے برابر ہو تو وہ با عزت طور پر روزمرہ کی زندگی گزار سکتا ہے۔ اس وقت سونے کی قیمت 22 ہزار روپے فی تولہ ہے۔ یہاں تو اس وقت اس کی تنخواہ -/6000 روپے ماہوار ہے اور 22 ہزار کی ضروریات ہیں۔ یہ حالت ہے جناب۔ عالمی معاشی ماہرین کہتے ہیں کہ 1918 میں اور 1943 میں جو صورتحال تھی اس وقت وہی صورتحال پاکستان میں ہے۔ اتنے crises ہیں کہ آپ کو اب cash دینا ہو گا خوراک کے لیے۔

بازاروں میں ہر روز ایک چیز کی قلت پیدا ہوجاتی ہے۔ ہماری جو نئی حکومت ہے اس کو سوچنا ہوگا اس بارے میں۔ آج کراچی میں مٹی کے تیل کی shortage ہوگئی ہے، یہ آج کی خبر ہے۔ ہر روز کوئی ایک نیا مسئلہ پیدا ہوتا ہے۔ لہذا اس کے لیے جناب والا! ہم نے یہ جو کھربوں روپے کے قرضے لیے، ان کو ہم نے خرچ کیا یا تو military or civil bureaucracy پر اور جاگیرداروں پر یا پنجاب اور کراچی کے infrastructure پر خرچ۔

اس وقت جناب والا! جیسا کہ میرے لیڈر نے کہا کہ hydel power تو جو قدرت نے ہمیں دریا دیے ہیں، اگر ہم اباسین اور سوات کے دریاؤں پر ڈیم بنا لیتے تو اس سے ہم 50 ہزار میگا واٹ بجلی پیدا کرتے اور اس سے پانی کی بھی کوئی shortage نہیں ہوتی۔ بلوچستان میں جناب! 300 چھوٹے ڈیم بنانے کا منصوبہ تھا اور جب یہ مطالبہ تھا تو اس وقت 6 ارب روپے ان پر خرچ آنے تھے۔ پھر جب مشاہد صاحب کی کمیٹی بنی تھی تو اس وقت یہ estimate 57 ارب روپے تک پہنچ گیا۔ اب ایک کھرب روپے تک اس پر لاگت آئے گی۔ ہم اگر یہی 300 ڈیم بنا لیتے تو ہمیں کوئی مشکل پیش نہ آتی۔ یہ میرے پہلو میں بیٹھے ہوئے ہیں پانی اور بجلی کی

کمیٹی کے چیئرمین، جناب نثار میمن صاحب، وہ ریکارڈ پر لائے ہیں کہ اس وقت بلوچستان کی 87% قابل کاشت زمین پانی سے محروم ہے۔ پشتون خوا صوبے کی 67% قابل کاشت زمین پانی سے محروم ہے۔ کوہاٹ سے ڈیرہ اسماعیل خان تک لاکھوں ایکڑ زمین ہے لیکن پھر بھی آپ گومل زام ڈیم نہیں بناتے جو آپ کو ایک لاکھ 63 ہزار ایکڑ کی fertile زمین کاشت کے لیے دے گا لیکن جناب! یہ planning کی بات ہے اور اسی طرح آپ کے taxes ہیں۔ آپ شاہد حسن صدیقی کو پڑھیں جناب! اس وقت بھی آپ کے سرمایہ دار اور corrupt لوگ 1200 ارب روپے ہڑپ کر گئے ہیں اور انہوں نے قومی خزانے کا نقصان کیا ہے۔ 1900 ارب روپے کی گنجائش ہے کہ ہم حاصل کر سکتے ہیں اس ملک کی معیشت کے لیے لیکن ہم tax غریبوں پر لگا رہے ہیں۔ Sales tax ہم غریب لوگوں سے لے رہے ہیں۔ لہٰذا جناب والا! ہمیں tax کے نظام کو بدلنا ہوگا، معاشی پالیسیوں کو بدلنا ہوگا، قابل کاشت زمینوں کو پانی مہیا کرنا ہوگا۔ آپ کو ڈیم بنانے ہوں گے۔ آپ نے hydel power generate کرنی ہوگی۔ غریب لوگوں پر سے indirect taxes ختم کرنے ہوں گے۔ آپ کو sales tax 5% پر لانا ہوگا۔ آپ نے جو قرضے معاف کیے ہیں گزشتہ تین سالوں میں، جو تقریباً 150 ارب روپے بنتے ہیں، وہ واپس لینا ہوں گے۔ اگر آپ ان سود خوروں سے قرضے واپس نہیں لیں گے تو اس وقت تک یہ معیشت درست نہیں ہوگی۔ ماہرین کہتے ہیں کہ اس وقت بھی 430 ارب روپے آپ نے منافع دیا ہے جعلی importers اور exporters کو۔ اندازہ لگائیں کہ کتنی کرپشن ہے، ہماری معیشت کی کیا صورتحال ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ عوام کو subsidy نہیں دے سکتے تو جو ہم فوج کو دے رہے ہیں کیا یہ subsidy نہیں ہے۔ یہ جو 700, 800 ارب روپے ہم دے رہے ہیں مختلف مدات میں یہ کیا ہے؟ یہ subsidy ہے جناب! اور اس کا کوئی حساب نہیں ہے۔ ہم لوگ، یعنی پشتون، بلوچ، سندھی، سرائیکی، ہم قطعاً ان قرضوں کو تسلیم نہیں کرتے۔ ہم ان کی ادائیگی کے ذمہ دار نہیں ہیں، یہ ہمارے infrastructure کی تعمیر پر خرچ نہیں ہوئے۔ جب بھی ہماری طاقت ہوئی ہم یہ واپس لیں گے۔ کوئی پیسا اگر ہمارے infrastructure بنانے کے لیے خرچ ہوتا تو چالیس سالوں کے دوران بہترین hydel power کے projects بنتے۔ ہماری زمینیں قابل کاشت

ہوتیں۔ ہماری بھی اپنی ایک industry ہوتی۔ ہمیں پنجاب پر انحصار نہیں کرنا پڑتا۔ ہماری جو بجلی اس وقت پیدا ہو رہی ہے وہ 17000 million kilo watt/hours کی اور وہ ایک روپے سے کم ہے اور وہ آپ مفت میں لے رہے ہیں' ڈاکے کا مال سمجھ کر یا مال غنیمت سمجھ کر اور یہ گندم جو آپ آج ہمیں دے رہے ہیں' چار ہزار روپے پر ایک بوری' چالیس روپے فی کلو ہمیں دے رہے ہیں۔ جناب والا! یہ فیصلے ہمیں کرنے ہیں۔ جب ہم نے پارلیمنٹ کو با اختیار بنانا ہو گا۔۔۔۔۔

جناب چیئرمین: وقت کا خیال رکھیں۔

سینیٹر رضا محمد رضا : وقت کا خیال میں رکھوں گا۔ جناب والا! یہ بنیادی پالیسیاں ہیں۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ الیکشن کے دوران ہمارے عوام کو جن مسائل کا سامنا تھا' اشیاء خوردنی کا' لوڈشیڈنگ کا' مہنگائی کا اور بدحالی کا' اس حکمران ٹولے کا جو انجام ہوا اس سے نئی حکومت کو یہ احساس نہیں ہوا۔ ہمارے عوام میں بدترین مایوسی پھیل رہی ہے۔ کامران صاحب نے کل ٹھیک کہا کہ ہمیں تو یہ امید تھی کہ ہمارے تمام غیر آئینی نظام میں تبدیلی آئے گی۔ ہماری جوڈیشری بحال ہوگی۔ سترھویں ترمیم کا خاتمہ ہوگا۔ آئین اور قانون کی حکمرانی ہوگی۔ جوابدہ حکومت ہوگی اور عوام کو درپیش ان مسائل کا خاتمہ ہوگا۔ اگر یہ سلسلہ اس طرح چلتا رہا تو جناب چیئرمین! پیپلز پارٹی کی حکومت جس سے کروڑوں لوگوں کی امیدیں وابستہ ہیں۔ اگر یہ زرداری صاحب اور رحمٰن ملک صاحب کی حکومت بن جائے۔

جناب چیئرمین: تشریف رکھیے تاکہ دوسروں کو بھی موقع مل سکے۔

سینیٹر رضا محمد رضا : جناب والا! اگر ان کے پاس تمام اختیارات ہوں اور وہ آمریت کا ساتھ دیتے رہیں' ہم پر فوجی حکومت مسلط رہے اور ان کی تمام پالیسیاں قائم رہیں تو اس صورتحال سے ہم نہیں نکل سکتے۔ ہمیں مزید قرضے لینے ہوں گے۔ اسحاق ڈار صاحب نے کل نوید سنائی کہ تین ارب ڈالر کے قرضے ہم نے تیس جون سے پہلے لاتے ہیں۔ آپ نے ہماری پوری معیشت کو گروی بنا رکھا ہے۔ جناب والا! یہ جو کروڑوں بھوکے لوگ ہیں' جن کو کھانے کے لیے کچھ نہیں مل رہا' جو اس دوزخ نما گرمی میں' سبی میں' کراچی میں اور جیکب آباد میں ہیں' ان

کو بجلی نہ ملے اور ہم یہاں پر عیاشیاں کرتے رہیں۔ جناب والا! ہماری تجویز یہ ہے کہ جو ہمارے reserves بارہ بلین ڈالر ہیں، اسحاق ڈار صاحب نے کل کہا تھا کہ ساڑھے گیارہ ارب ڈالر کا ہمارا oil bill ہوگا۔ آپ مجھے بتائیں کہ ہمارے پاس بچا کیا ہے سوائے اس کے کہ ہمیں انقلابی اقدامات کرنے ہونگے۔

جناب چیئرمین: رضا صاحب اب ختم کریں۔

سینیٹر رضا محمد رضا: جناب والا! ہمیں ان فضول اخراجات کو ختم کرنا ہوگا۔ جیسے کہ ساتھیوں نے تجویز دی کہ ہمیں پٹرول کا خرچ پچاس فیصد کم کرنا ہوگا۔ رحمٰن ملک صاحب کو خود اپنے اخراجات میں کمی کرنی ہوگی، وزیراعظم نے بھی کمی کرنی ہوگی، آپ کو بھی کمی کرنی ہوگی۔ جب ہم یہ کریں تو پھر ہم عوام کو ریلیف دے سکیں گے۔ ہم نے جو قرضے معاف کئے ہیں ان کو واپس لینا ہے۔ عوام پر مزید ٹیکسوں کا بوجھ نہ ڈالیں۔ ہمیں ڈیم بنانے ہونگے جو ہمیں مستقبل کے مسائل سے نجات دلا سکیں۔ میں بڑے ادب سے پیپلز پارٹی سے اپیل کرتا ہوں، مجھے ان پر ترس آ رہا ہے، یہ جو شہیدوں کی پارٹی ہے، جنہوں نے قربانیاں دی ہیں، جو کروڑوں لوگوں کی نمائندہ پارٹی ہے ان کا گراف جس تیزی سے گر رہا ہے۔ ان کا انجام بد، ان پالیسیوں کی وجہ سے ہوگا جو انہوں نے اس وقت تک اختیار کر رکھی ہیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ تشریف رکھیے بہت وقت لے لیا۔ باقی بھی کارروائی کرنی ہے۔ رضا صاحب winding up وزیر صاحب 11.15 پر کریں گے Then we will prorogue تو اس میں کچھ آپ نے points of order کو بھی order کرنا تھا۔

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, if we can have one or two more speeches then the Minister can do his winding up. Then they can go because they have a cabinet meeting. One more speech and then he can do his winding up and then after that I can take up the points of order

جناب چیئرمین: مسز کلثوم پروین، نہیں ہیں، طاہرہ لطیف صاحبہ۔

سینیٹر طاہرہ لطیف : جناب والا! آپ کا بہت شکریہ۔ آج میں عوام کی بات کرنا چاہتی ہوں، ہماری 70% آبادی دیہاتوں میں ہے، میں ان لوگوں کی بات کرنا چاہتی ہوں۔ جناب والا! مہنگائی کی سب سے بڑی وجہ تو گیس اور پٹرول کی قیمتوں کا اضافہ ہے لیکن دکاندار بھی ایک بہت بڑی وجہ ہیں کیونکہ وہ پچاس فیصد سے لے کر سو فیصد تک منافع کما رہے ہیں۔ منڈی سے اگر چیز خریدی جائے جب وہ مارکیٹ تک پہنچتی ہے تو سو فیصد بڑھ جاتی ہے۔ جناب والا! میں کچھ تجاویز دینا چاہتی ہوں کہ دکانوں پر ریٹ لسٹیں لگائی جائیں اور لوگ اسی کے حساب سے چیزیں خریدیں۔ اگر وہ ریٹ لسٹ کے حساب سے نہ دیں تو لوگ نہ خریدیں۔ یہ تمام پاکستانیوں کا مسئلہ ہے۔ جناب والا! جب ہمارا اجلاس شروع ہوا تھا تو ہمارے لفٹ آپریٹر مجھے کہنے لگے کہ آپ ہمارے لیے کیوں نہیں بولتیں، ہم مہنگائی میں پس رہے ہیں اور آپ نے آج تک ہمارے لیے نہیں بولا۔ میں روز ان سے یہ وعدہ کرتی ہوں کہ میں آج ضرور بولوں گی لیکن بہت دنوں کے بعد میری باری آئی۔ جناب والا! سب سے پہلے تو دکانوں پر پرائس لسٹیں لگائی جائیں اور price control کمیٹیاں بنائی جائیں۔ consumer committees بھی بنائی جائیں جو اس چیز کو چیک کریں کہ واقعی وہ اسی ریٹ پر چیزیں بیچ رہے ہیں جو انہوں نے لسٹیں لگائی ہوئی ہیں۔

جناب والا! یہ ناقابل برداشت مہنگائی ہے۔ اس سے لوگوں میں بڑی بے چینی پھیل رہی ہے۔ دکانداروں کو زیادہ سے زیادہ منافع کمانے کے رجحان سے روکنے کے لیے میں کچھ اور تجاویز بھی دینا چاہتی ہوں۔ Price Control Committees اور صارفین کی کمیٹیاں مل کر اس کو چیک کریں اور ارباب اختیار تک اس کی رپورٹ دیں تاکہ اس کے اوپر کوئی عملدرآمد ہو سکے۔ جناب والا! اس کے علاوہ ہمیں غریبوں کا بھی کچھ خیال کرنا چاہیے۔ دوسری تجویز میری یہ ہے کہ مارکیٹ میں اور یوٹیلیٹی سٹورز پر عام اشیاء خوردنی کی فراوانی کی جائے اور اسے سستے داموں فروخت کرنا یقینی بنایا جائے۔ آج کل آٹا ناقص ملتا ہے، جیسا بھی ملتا ہے لیکن آٹا ہی نایاب ہے۔ آٹا، دالیں، چینی، چائے اور چاول کی فراوانی ہو اور یوٹیلیٹی سٹورز پر ان چیزوں کی فراوانی ہو تاکہ لوگ بھوکے نہ سوئیں۔ جناب والا! میں یہ آپ کی وساطت سے کہہ رہی ہوں کہ ہم تو یہاں پر بول کر چلے جاتے ہیں لیکن کوئی چیز implement ہوتی ہی نہیں۔ جناب والا! آپ

اس کو لکھیں کہ چیزوں کی فراوانی کی جائے اور سستی اشیاء مہیا کی جائیں۔

تیسری تجویز میری یہ ہے کہ ذخیرہ اندوزی بند کی جائے اور سمگلنگ کو سختی سے روکا جائے۔ جناب والا! غریبوں پر اتنا ظلم نہ کریں کہ وہ depression کا شکار ہو جائیں اور خودکشیاں کرنے پر مجبور ہوں۔ جناب والا! اس کے بعد میں یہ کہتی ہوں کہ مہنگائی کی آفت سے نمٹنے کے لیے ہماری قوم کے ہر فرد کو اپنا اپنا حصہ ڈالنا چاہیے۔ ہر فرد کو آگے آنا چاہیے' غریبوں کو' امیروں کو اور عوام کو' تب جا کر مہنگائی پر کنٹرول ہو سکے گا۔ یہ تو ٹھیک ہے کہ پٹرول پوری دنیا میں بڑھ رہا ہے لیکن اتنی مہنگائی نہیں بڑھ رہی جتنی پاکستان میں آج کل ہے۔ روز جب اخبار اٹھا کر دیکھتے ہیں تو قیمتیں دس روپے نہیں' بیس روپے نہیں بلکہ پچاس پچاس روپے تک بڑھی ہوتی ہے۔ جناب والا! اس لیے میں آپ سے گزارش کرتی ہوں کہ آپ اس کا سدباب کرنے کے لیے حکّام کو کہیں کہ جو عوامی ضروریات کی چیزیں ہیں کم از کم دال اور روٹی وافر مقدار میں فراہم کی جائے۔ جناب والا! لوگ ناقص آٹا کھاتے ہیں' جو گندم باہر سے آئی تھی وہ بھی پرانی اور ناقص تھی۔ لوگ اس کو کھا کر بیمار ہو رہے ہیں۔ ان کے پاس علاج کے لیے پیسہ نہیں ہے۔ عوام ہمیں کہتے ہیں کہ آپ سینیٹ میں کس لیے بیٹھے ہوئے ہیں۔ آپ ہماری بات کیوں نہیں کرتے۔ اس کے ساتھ ہی میں آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں اور ایک شعر کے ساتھ اپنی تقریر کو ختم کرتی ہوں۔

نہیں ہے ناامید اقبال اپنے کشت ویراں سے
ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی

جناب چیئرمین: آغا صاحب' رضا صاحب there are four more speakers present here. کیا ان کو بھی دو دو تین منٹ دے دیں یا پھر وہ بعد میں بات کر لیں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: دو دو' تین تین منٹ دے دیں۔

جناب چیئرمین: مختصر کر لیں تاکہ ہمارے باقی ساتھی بھی accommodate ہو سکیں گے۔ اگر دو دو تین تین منٹ میں بات ختم کرلیں اور پھر wind up بھی ہو جائے گا۔ نعیم چٹھہ صاحب۔

سینیٹر نعیم حسین چٹھہ : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین ! بہت بہت شکریہ، نوازش۔ آج کل اس ایوان بالا میں ملک کی معاشی صورت حال زیر بحث ہے۔ اشیاء خورد و نوش کی بڑھتی ہوئی قیمتیں ایک بہت بڑا چیلنج ہے اور یہ بحرانی کیفیت اختیار کر گیا ہے۔ جناب والا! recent elections میں جو ہماری in power حکومت کو شکست ہوئی وہ ان issues پر ہوئی۔ ایک تو ٹھیک ہے کہ امریکہ نوازی بھی تھی لیکن اس کے ساتھ ساتھ مہنگائی غربت، بے روزگاری وغیرہ نے بھی بڑا اہم role ادا کیا۔ پبلک نے ایک واضح mandate دیا اور no confidence کا اظہار کیا پچھلی حکومت پر اور نئی حکومت کی ایک منزل کو متعین کیا لیکن نئی حکومت بار بار یہ کہہ رہی ہے کہ یہ بحران ہمیں ورثے میں ملے ہیں۔ تین مہینے ہونے کو آئے ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ ٹھیک ہے ورثے میں ملے ہیں اگر اس سے پیچھے جائیں تو کل ہی میں شوکت عزیز صاحب سابقہ Prime Minister صاحب کی Press conference دیکھ رہا تھا۔ وہ کسی ٹی وی پر بیٹھے تھے۔ انہوں نے یہ بڑی واضح اور مدلل بات کی کہ ہم نے جب پچھلی حکومت سے حکومت لی تھی تو ہمیں اس سے زیادہ بری صورت حال کا سامنا تھا اور ہمیں وہ ورثے میں ملی تھی لیکن ہم نے blame چھوڑ کر کوشش کی کہ اچھی حکمت عملی اپنائیں۔ جب ہم نے charge چھوڑا اس وقت خزانے میں 16 billion foreign exchange موجود تھا۔ میں نے نو سال وزارت خزانہ میں کام کیا اور نو سال ہی میں نے ڈالر کو مستحکم رکھا اور ساٹھ روپے پر ڈالر قائم دائم رہا۔ اب ایک ہفتے میں یہ ستر اور ستر سے بھی exceed کر رہا ہے۔ یہ درست ہے کہ ہماری مہنگائی زیادہ تر energy crisis یعنی بجلی کی مہنگائی اور پٹرول کی مہنگائی کے ساتھ منسلک ہے۔ ٹھیک ہے وہ کہتے ہیں کہ یہ عالمی situation ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ کافی نہیں ہے۔ Global situation تو ہے، وہاں پر لوگ مہنگائی برداشت کر سکتے ہیں۔ پاکستان کے غریب لوگوں کے پاس قوت خرید نہیں ہے اس لیے وہ اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ اس کے لیے یہ حکمت عملی وضع کرنی ہوگی کہ وسائل مساویانہ طریقے پر استعمال ہوں۔ سب امیر، غریب کی دسترس میں ہوں۔ ان کی محنت اور صلاحیتوں کے مطابق ہوں۔ پچھلی حکومت کی حکمت عملی کے مطابق یہ سبق سیکھیں۔ غریب تو غریب تر ہوتا جا رہا ہے اور امیر، امیر تر ہوتا جا رہا ہے۔ درمیان میں سے

متوسط طبقہ eliminate ہو رہا ہے جب کہ اصل میں معاشرتی آداب اور معاشرت کا حسن درمیانی طبقہ اورمتوسط طبقہ ہی ہوتا ہے۔ اگر درمیان سے یہ eliminate ہو جائے تو پھرغریب اور امیر کا direct clash ہو سکتا ہے جو خانہ جنگی کی صورت میں ظاہر ہو سکتا ہے۔ ہمیں اس صورت حال سے بچنے کے لیے کوئی صحیح حکمت عملی وضع کرتے ہوئے دولت کی غیر مساویانہ اور غیر منصفانہ تقسیم کے طریقہ کار کو روکتے ہوئے اچھی حکمت عملی وضع کرنی ہو گی۔

جناب والا! میں یہ سمجھتا ہوں کہ ڈالر کی قیمت بھی زیادہ ہے۔ مہنگائی ہو رہی ہے اور جرائم کو جنم دے رہی ہے اور بے چینی بہت زیادہ بڑھ رہی ہے۔

جناب چیئرمین: وقت کا خیال رکھئے جی۔

سینیٹر نعیم حسین چٹھہ: اس لحاظ سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ بار بار بندہ یہی کہے کہ یہ ہمیں ورثے میں ملی ہے، یہ کافی نہیں ہے۔ آپ کو ذمہ داری قبول کرتے ہوئے ہمت سے آگے بڑھنا چاہیے اور بحرانوں کو face کرنا چاہیے۔ ہمیں ان کے صحیح root causes کو address کرنا ہوگا۔ اگر ہم یہ نیک کام کریں تو یقیناً اپوزیشن ان کے ساتھ ہے۔ اپوزیشن بھی پاکستان ہی کی ہے اور پاکستانی عوام کی بہتری اور فلاح و بہبود کا ہرصورت خیال رکھنے پر ہمارا بھی ایمان ہے۔ لہٰذا ہمیں اس لحاظ سے صحیح طور پر آگے بڑھنا ہوگا اور پھر خاص طور پر جو غذائی صورت حال پاکستان میں ہے، خوش قسمتی سے پاکستان ایک زرعی ملک ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اتنے اچھے زرعی وسائل پاکستان کو دے رکھے ہیں، صرف ہمیں ان کو explore کرنا ہے۔ پیداواری صلاحیتوں کو بڑھانا ہے اور پیداواری لوگوں کو encourage کرنا ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ زراعت کی پیداوار اور اس کی yield اور اس کے لیے بہتر مواقع پیدا کرنے کے لیے ان لوگوں کو incentive دیا جائے۔ اس طرح ستر فیصد آبادی جو produce کرتی ہے اس کی بھی حالت بہتر ہوگی پھر یہ ملک کے لیے بھی ایک نیک فال ہوگا اور ہماری خوش بختی کی علامت ہوگی۔ اگر غذائی ضروریات پوری ہوتی ہوں تو میرے خیال میں ملکوں میں اتنا hue and cry پیدا نہیں ہوتا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمیں بہت ساری چیزیں دے رکھی ہیں۔ ہمیں trading state بننے کی بجائے manufacturing state بننا ہوگا تاکہ

employment بھی ہو اور ہماری غذائی ضروریات اور بنیادی ضروریات بھی پوری ہوں۔

جناب والا! اسی صورت حال کو مدنظر رکھ کر میں عرض کروں گا کہ حکومت وقت کو ایسی پالیسی اختیار کرنی چاہیے جو خود انحصاری کی پالیسی ہو اور ہمیں اپنی باعزت زندگی گزارنے اور غربت کو دور کرنے کا موقع مل سکے۔ میں انہی الفاظ کے ساتھ اجازت چاہوں گا۔

جناب چیئرمین: پری گل آغا صاحبہ۔

سینیٹر آغا پری گل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! بہت بہت شکریہ۔ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا۔ میں تمام points پر بولنا نہیں چاہتی ہوں۔ جتنے بھی points تھے ان پر سب میرے colleagues بول چکے ہیں۔ میں صرف تھوڑا سا یہ کہنا چاہتی ہوں کہ میں ایک پاکستانی ہوں اور پاکستانی ہونے کے ناطے سے میں عوام کی باتیں کروں گی یعنی جو ان کی مشکلات ہیں۔

جناب چیئرمین! میں سب سے پہلے آپ کو یہ بتانا چاہتی ہوں کہ آج کل مہنگائی نے عوام کے حالات خراب بنا دیئے ہیں۔ جس طرح میرے تمام colleagues نے کہا کہ آٹا اور پٹرول، ظاہر ہے جب پٹرول مہنگا ہوتا ہے تو مہنگائی بڑھتی جاتی ہے اور تمام چیزیں مہنگی ہوجاتی ہیں۔ جناب چیئرمین صاحب! میں آج ایک بات کہنا چاہتی ہوں کہ امیروں پر مہنگائی کا کچھ اثر نہیں پڑتا کیونکہ ان کے پاس گوداموں کے گودام گندم، گوداموں کے گودام چاول، گوداموں کے گودام چینی ہے۔ انہیں کیا فرق پڑے گا کہ مہنگائی ہو یا نہ ہو۔ ان کو کچھ فرق نہیں پڑتا۔ فرق تو غریب پاکستانی عوام کو پڑتا ہے۔

جناب چیئرمین! اس وقت آپ سوچیں جو غریبوں کی حالت ہے وہ آپ روزانہ خود پڑھ رہے ہیں کہ کسی نے بمع بچوں کے اپنے آپ کو ٹرین کے اندر دے دیا۔ یہ خود کشیاں بہت بڑا ظلم ہے۔ اتنی زیادہ مہنگائی کون برداشت کر سکتا ہے۔ غریب عوام کیا برداشت کریں گے؟ جس کی تنخواہ ہی چھ ہزار، سات ہزار، آٹھ ہزار ہے وہ کیا کیا خریدے۔ آٹا خریدے، بچوں کے لیے کپڑے خریدے، بچوں کے لیے چاول خریدے، کیا کیا خریدے؟ اور اس دور میں یعنی یہ ایسا دور ہے کہ ایک problem نہیں ہے، ایک مصیبت نہیں ہے۔ واپڈا کی loadshedding

ایک طرف ہے ساری رات۔ مہنگائی کا رونا ایک طرف۔ پورا دن، پوری رات اور اس کے باوجود اتنی گرمی میں ساری رات loadshedding اور خالی پیٹ میں ایک نوالہ روٹی بھی نہ ہو تو آپ یقین کریں جناب میں آپ کو سچ بتا رہی ہوں، مجھے کسی پر الزام لگانے کی ضرورت نہیں ہے، نہ میں کسی پر الزام لگاتی ہوں۔ میں اپنے غریب عوام کی بات کروں گی ۔ لوگ جھولیاں اٹھا اٹھا کے بد دعائیں دے رہے ہیں، خاص کر غریب لوگ کیونکہ وہ بے چارے کیا کریں جن کی تنخواہ ہی اتنی کم اور بچے بھی ہیں۔ اس کے علاوہ یہ تمام مسئلے مسائل، یہ بہت بڑا ظلم ہے۔

میں چاہتی ہوں کہ ہمیں بجائے اتنی زیادہ باتیں کرنے کے کچھ عملی طور پر کرنا چاہیے۔ ہم دس پندرہ منٹ لگا کے، بول بول کے تھک جاتے ہیں مگر ایک بات پر بھی عمل نہیں ہوتا۔ میں یہی چاہتی ہوں کہ خدا کے لیے کچھ کریں، Prime Minister Sahib نے بھی کہا ہے کہ میں یہ تمام چیزیں ختم کروا دوں گا تو میں ان سے request کروں گی کہ اللہ کا واسطہ ہے کم از کم پاکستان کے عوام کو بچایا جائے کیونکہ اس وقت پاکستان کے عوام پوری دنیا میں، یعنی ہم گندم کا رونا رو رہے ہیں۔ جناب اگر ایک صوبے سے دوسرے صوبے کو گندم لیجائی جائے تو اس پر پابندی نہیں ہونی چاہیے۔ یہ ایک صوبے سے دوسرے صوبے کو گندم جب روانہ کرتے ہیں تو ٹرکوں کے ٹرک پکڑ لیتے ہیں اور جب یہ گندم بارڈر کے پار ہوتی ہے تو یہ نہیں پکڑتے ہیں۔ یہ بھی ظلم ہے ناں۔ اس کو بھی کنٹرول کرنا چاہیے۔ اب آپ دیکھیں یہ پاکستان کا صوبہ ہے، پاکستان ہے۔ میں حکومت پاکستان سے گزارش کروں گی کہ صوبوں میں جانے سے روکنے کی بجائے بارڈر کے باہر جو چیزیں جا رہی ہیں ان کو روکیں۔ کم ازکم غریب عوام کو تو problem نہ ہوں۔

جناب چیئرمین صاحب! میں آپ کو ایک اور بات بتانا چاہتی ہوں کہ آج کل پی آئی اے نے کرایے بڑھا دیئے ہیں۔ بدنصیبی ہے کہ جب بھی کوئی نیا چیئرمین آتا ہے تو وہ اپنے نمبر بنانے کے لیے کرایہ بڑھا دیتا ہے۔ اس وقت پی آئی اے نے کے تمام routes کراچی، لاہور، کوئٹہ یعنی اور تو چھوڑیں کہ یہ لوگ اللہ کے گھر کو بھی نہیں چھوڑتے۔ اس وقت حج کے کرایوں میں پچاس ہزار روپے ایک ٹکٹ پر انہوں نے بڑھا دیا۔ یہ ابھی تین چار دنوں کی بات ہے۔ میں کہتی ہوں خدا کے لیے کم از کم خدا کے گھر کو تو چھوڑا کریں۔ عوام کو تو آپ دونوں

ہاتھوں اور دونوں پیروں سے لوٹ رہے ہیں یعنی پی آئی اے کے اتنے کرایے بڑھ گئے ہیں اور آپ نے اللہ کے گھر کو بھی نہیں چھوڑا۔ وہاں جانے والوں کا کرایہ بھی پچاس ہزار روپیہ بڑھا دیا ہے۔ میں اس بات کی پرزور مذمت کرتی ہوں۔ چیئرمین صاحب سے کہتی ہوں کہ یہ لوگ اپنے نمبر بڑھانے کی بجائے اپنی حد میں رہیں۔ کم از کم یہ ہے کہ اللہ کے گھر کے لیے آنے جانے کے ٹکٹ پر اتنا زیادہ کرایہ نہ بڑھائیں۔

جناب چیئرمین: وقت کا خیال رکھئے۔

سینیٹر آغا پری گل: دوسری بات یہ ہے کہ آج کل ہمارے عمرے کے جو ویزے ہیں وہ ہمارے حیدری صاحب اور ہمارے سینیٹرز صاحب نے apply کیا تھا تو ان کے ویزے ایمبیسی سے نہیں لگے اور واپس آ گئے ہیں کہ جی! ہم یہ نہیں لگا سکتے۔ مگر یہ کہ روٹی بھی منہ سے چھین لی، پٹرول بھی مہنگا کر دیا تو کم ازکم یہ ہمارے سینیٹرز کی عزت ہے۔ ان کے پاسپورٹ واپس آئے ہیں۔ ان کے ویزے نہیں لگے ہیں۔تو میں آپ سے درخواست کرتی ہوں کہ یہ بھی ذرا action لیں۔ آخر میں میں اپنے ہاؤس کے لیڈر آف دی ہاؤس اور لیڈر آف دی اپوزیشن دونوں کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ انہوں نے بہت اچھے طریقے سے ہمارے سینیٹ کو چلایا اور میں یہ بھی کہنا چاہتی ہوں کہ دونوں آج کل دوستوں کی طرح رہ رہے ہیں ۔ وہ ڈھول ڈھمکہ ختم ہو گیا اور آج دیکھیں جڑواں بھائیوں کی طرح بیٹھے ہوئے ہیں اور بہت اچھے طریقے سے ----

(قہقہے)

جناب چیئرمین: اللہ نظر سے بچائے ۔

سینیٹر آغا پری گل: اور میں رضا ربانی صاحب کا بھی شکریہ ادا کرتی ہوں کہ انہوں نے جتنے بھی ہمارے points of order ہوتے ہیں -----

جناب چیئرمین: نظر لگ جائے گی۔

سینیٹر آغا پری گل: نظر لگے تو کوئی بات نہیں ہے ۔ اللہ مالک ہے اور ہم نے جو points of order اٹھائے تھے یہ کہنا اگر میں نہ کہوں تو بہت زیادتی ہوگی چیئرمین صاحب ! ہمارے جتنے بھی points of order ہیں یہ دوبارہ جواب دیتے ہیں یہ اچھی بات ہے اس سے پہلے

کبھی بھی نہیں ہوتا تھا کیونکہ میں جو بھی کہتی ہوں ' سچ کہوں گی' چاہے کسی کو برا لگے اچھا لگے سچ بولنا چاہیے ۔انہوں نے یہ پہلی بار کیا ہے میں ان کا بھی شکریہ ادا کرتی ہوں اور ہماری ایک ایکس سینیٹر تنویر صاحبہ آئی تھی ان کو welcome کرنا تھا مگر وہ اٹھ کر چلی گئیں ۔ آخر میں میں آپ سب کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔ شکریہ

جناب چیئرمین: مسٹر جاوید علی شاہ

سینیٹر ڈاکٹر عبدالخالق پیرزادہ: جناب چیئرمین صاحب ! یہ حج کے کرایے کے بارے میں کہا تھا تو میں گورنمنٹ سے یہ استدعا کرنا چاہتا ہوں کہ حج کے پہلے جو طریقے تھے ۔ پیدل جانے کا ' بسوں سے جانے کا' یا بحری جہاز سے حج پر جانے کا ' اس کی سعودی عربیہ سے کوشش کرکے اجازت لے لیں تاکہ یہ سارا نزلہ PIA پر نہ پڑے۔ PIA کی اپنی مجبوریاں ہوں گی تو وہ وزیر صاحب آ کر سارا کچھ بتا دیں گے۔اتنا میں کہنا چاہتا تھا کہ گورنمنٹ سعودیہ عربیہ سے اس کی اجازت لے لیں۔ میں نے وقت کی وجہ سے تقریر نہیں کی ورنہ یہ پورا موضوع تھا۔

جناب چیئرمین: جناب جاوید علی شاہ صاحب

سینیٹر سید جاوید علی شاہ: شکریہ جناب چیئرمین ! میری بدقسمتی سمجھیئے کہ شاید میں آج کا last speaker ہوں اور ساتھ ہی وقت کی قدغن ' یہاں بہت سی باتیں ہو چکیں میں ان کو دہرانا نہیں چاہوں گا ۔جناب چیئرمین ! میں سمجھتا ہوں اور یہ بات بار بار کہنی پڑتی ہے کہ State کی جو prime اور primary responsibilities ہیں وہ صرف دو ہوتی ہیں۔ ایک روز گار کی فراہمی ' لوگوں کو روٹی مہیا کرنا اورلوگوں کو انصاف اور امن مہیا کرنا' اور اسی وجہ سے حکومتیں وجود میں آتی ہیں ' حکومتوں کا قیام ہوتا ہے اور اگر کوئی حکومت ان دو چیزیں کے دینے میں ناکام ہو تو ان کو کوئی حق حاصل نہیں کہ وہ حکمرانی کریں۔ہمارے ملک میں یہ ایک فیشن بن چکا ہے کہ ہم جب بھی کسی بحران کا تذکرہ کرتے ہیں ' کسی قحط کی بات کرتے ہیں ' کسی مہنگائی کی بات کرتے ہیں تو ہمیشہ حکومتی بینچوں سے یہ جواب ملتا کہ یہ بحران پچھلی حکومت کے پیدا کردہ ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ بہت ہو چکا ' یہ practically joke اب ختم ہونا چاہیے ۔ حکومت چاہے پچھلی ہو ' چاہے آج کی حکومت ہو 'یا آنے والے کل میں جو حکومتیں بنیں گی وہ ہوں'

سب کی ذمہ داری ہے ۔ سب کی collective responsibility ہے کہ وہ لوگوں کی welfare کے لیے سوچیں اور وہ حکومت جو غریب آدمی کو lower most class کو کوئی definite programme دینے میں ناکام رہتی ہے تو اس کو کوئی حق حاصل نہیں کہ وہ حکمرانی کی بات کرے ۔ جناب چیئرمین! جو المیہ ہمارے ساتھ ساٹھ سالوں سے ہو رہا ہے میں اس کا تذکرہ کرنا چاہتا ہوں۔ آج ہم یہ دیکھتے ہیں کہ دال کا ریٹ کل کیا تھا اور آج کیا ہے۔ گھی کی قیمت کل کیا تھی اور آج کیا ہے۔ کھاد کی قیمت کل کیا تھی اور آج کیا ہے ۔ ٹریکٹر کل کتنے کا بکتا تھا اور آج اس کی کیا قیمت ہے مگر ہم اس کی وجہ کو تلاش کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کرتے کہ یہ قیمتیں روز بروز آسمان سے باتیں کرتیں کیوں چلی جاتی ہیں۔جناب چیئرمین! پوری دنیا میں ایک مسلمہ اصول ہے اور جن مقاصد کے لیے پارلیمنٹ وجود میں آتی ہے وہ صرف ایک ہے کہ No taxation without representation مگر بڑی بدقسمتی ہے کہ یہاں کسی کے علم میں نہیں ہوتا ۔ وزیر خزانہ تک کو معلوم نہیں ہوتا مگر راتوں رات کھاد کی قیمتیں بڑھ جاتی ہیں۔ تیل کی قیمت بڑھ جاتی ہے پوری قوم اس بات کا انتظار کرتی ہے کہ سال کے آخر میں جب بجٹ آئے گا تو قیمتیں revise ہوں گی۔قیمتوں میں ردو بدل ہوگا مگر یہاں ہر ہفتے تیل کی قیمت میں اضافہ' میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے ملک میں مہنگائی کی اصل وجہ ہے اور پھر اس سے ہٹ کر اگر ہم دیانتداری سے دیکھیں تو وہ ملک جن کے سسٹم میں consistency نہیں ہوتی وہاں writ of the government نہیں ہوتی اور جہاں writ of the government نہیں ہوتی تو وہ قانون جس کو ہم لوگوں کی بھلائی کے لیے بناتے ہیں اس پر عمل درآمد کرنے والی قوتیں کمزور ہو کر رہ جاتی ہیں ۔ ہمارے ملک میں بھی مہنگائی کی اصل وجہ کسی بھی بننے والی گورنمنٹ کی writ کا فقدان 'اور جہاں writ of the government کی کمی ہوگی جہاں grip of the government نہیں ہوگی وہاں مہنگائی اور اس سے بڑے بڑے طوفانوں کو کوئی نہیں روک سکتا ۔ جناب! یہ پرانی باتیں ہیں جب روم میں قحط پڑتا تھا تو اس وقت بھی وہاں کے حکمران لوگ games شروع کرا دیتے تھے تاکہ لوگوں کو توجہ divert کر سکیں لوگوں کو کسی اور طرف لگا دیں۔ تو اس ملک میں بھی آج مہنگائی سے توجہ ہٹانے کے لیے ' آٹے کے قحط سے توجہ ہٹانے کے لیے مصنوعی طریقے اختیار کیے جا رہے ہیں یہاں کی لیڈرشپ اور مسائل کا شکار ہے میں اس بات سے

انکار نہیں کرتا کہ جناب ! جو اصل دائرہ reformers نے دیا وہ روٹی ، کپڑا اور مکان کا نہیں تھا۔ جناب! وہ روٹی ، کپڑا اور امن کا تھا اور جہاں امن نہیں ہوتا وہاں مکان بھی غیر محفوظ ہوتے ہیں اگر اس عمارت کے گرد سات دیواریں کھڑی کر دی جائیں اور ساتویں دیوار کے باہر امن نہ ہو تو یہ قلعہ نما عمارت غیر محفوظ سمجھی جائے گی اور میں سمجھتا ہوں۔

جناب چیئرمین: وقت کا خیال رکھیں۔

سینیٹر سید جاوید علی شاہ: جناب چیئرمین ! میں سمجھتا ہوں کہ آج وہ اکنامک پالیسی دی جائے جس پر عمل درآمد کرایا جا سکے اور اس کے لیے ایک مضبوط اور خود مختار حکومت کی ضرورت ہے۔وہ حکومت جو dictation لینے کی عادی نہ ہو ۔ میرے بہت سے دوستوں نے اس پر باتیں کیں میں سمجھتا ہوں کہ ایک دو منٹ میں اس پر سیر حاصل گفتگو کرنا میرے لیے بھی بہت مشکل ہے۔اس ملک کا سب سے بڑا مسئلہ انرجی crisis ہے اور یہی وجہ ہے کہ بار بار جب تیل کی قیمتوں میں اضافہ ہوتا ہے ۔ انرجی کا فقدان ہوتا ہے تو اس سے ہر چیز related ہے ۔ اس سے ملک کی ایگری کلچر تباہ ہو جاتی ہے ۔انڈسٹری چلانے کے لیے بھی انرجی چاہیے اور جب یہ چیزیں نہیں ہوں گی ۔ جن ملکوں نے ترقی کی انہوں نے سب سے پہلے اپنے ملک میں انرجی کا بندوبست کیا۔ آج چائنا اور انڈیا کی مثال آپ کے سامنے ہے ۔ انڈیا کا ایک صوبہ مشرقی پنجاب اگر پورے ہندوستان کو گندم مہیا کر سکتا ہے ----

جناب چیئرمین: وقت کا خیال رکھیں ۔

سینیٹر سید جاوید علی شاہ: بجلی پیدا کرنے کی وجہ سے تو کیا وجہ ہے کہ پاکستان میں اتنے resources ہونے کے باوجود ہم آج تک گندم میں خود کفیل نہیں ہو سکے ہیں۔ شاید باتیں بہت ہیں مگر صرف حکومت وقت کو اس شعر کے ساتھ اپنی بات ختم کرتا ہوں کہ حبیب جالب نے کہا تھا

کہ ہر بلاول ہے قوم کا مقروض

پاؤں ننگے ہیں بے نظیروں کے

تو میں سمجھتا ہوں کہ آج روٹی ، کپڑا اور مکان کا نعرہ لگانے والی حکومت ضرور اس بات

کا احساس کرے گی کہ عام آدمی کے مسائل روٹی کپڑا اور امن ہیں اور اس پر حکومت ضرور توجہ دے گی۔ اس ملک میں جو energy crisis ہیں، جو روزبروز تیل کی قیمتیں بڑھ رہی ہیں، کھاد کی قیمتیں بڑھ رہی ہیں، ان کے سدباب کے لیے کوئی concrete steps اٹھائے گی اور جب تک writ of the government نہیں ہوگی، میں سمجھتا ہوں کہ ان پر عمل کرنا بہت مشکل ہوگا۔ انہی الفاظ کے ساتھ میں اجازت چاہتا ہوں۔ شکریہ۔

(ڈیسک بجائے گئے)

سینیٹر سیمیں یوسف صدیقی : جناب والا! دو منٹ کے لیے میں کچھ گزارشات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب چیئرمین: دو منٹ کے لیے۔

سینیٹر سیمیں یوسف صدیقی : جی ہاں۔ جناب والا! یہاں پر بہت ساری باتیں مہنگائی کے حوالے سے کی گئی ہیں، میں بھی چاہتی ہوں کہ کچھ اس پر روشنی ڈالوں۔ میں سمجھتی ہوں کہ ساری چیزیں ہماری dependent ہیں۔ ہم ایک زرعی ملک ہیں اور ہماری ساری چیزیں energy پر، fuel پر dependent ہیں۔ جب تک fuel prices بڑھتی رہیں گی، ہمارے ہاں مہنگائی پورے ملک میں کیا بلکہ پوری دنیا میں بڑھتی رہیں گی۔ ہم short term solutions ڈھونڈتے ہیں تو بجائے ہمیں short term کے ہمیں long term کی planning پہلے سے کرنی چاہیے کہ آئندہ دس سالوں میں جب مہنگائی اتنی بڑھے گی تو ہم اس کی تیاری ابھی سے کریں۔

اس سلسلے میں میرے ذہن میں دو تین suggestions ہیں جو میں دینا چاہوں گی، میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان میں ہی نہیں بلکہ پوری دنیا میں food crisis آیا ہوا ہے۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے اور یہاں پہلے بھی ہارون اختر صاحب نے اس بات کا کہا اور میں ان کی اس بات کی تائید کرتی ہوں کہ مہنگائی کی ایک بہت بڑی وجہ population بھی ہے۔ ہمیں سب سے پہلے اپنی population پر توجہ دینی چاہیے اور ہمیں اس کو control کرنا چاہیے اور family planning کے جو units and offices ہیں، ہمیں انہیں زیادہ فعال کرنے کی ضرورت ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ ہمیں energy کی طرف توجہ دینی چاہیے۔ Our agriculture is dependent on fuel اگر ڈیزل مہنگا ہوگا تو چونکہ ٹریکٹر agriculture کے لیے چلتے ہیں تو naturally جب ڈیزل مہنگا ہو گا تو آپ کی جو crop آئے گی وہ مہنگی آئے گی، اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم prices کو control کریں اور ہم اپنی yield کو بڑھانے کی کوشش کریں۔ ہم اپنے farmers کو incentives دیں کہ وہ زیادہ سے زیادہ پیداوار کریں اور ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے farmers کو بہتر seed provide کریں جو زیادہ yield دیتا ہو۔ یہ چند چیزیں ہیں جو میں آپ کے نوٹس میں لانا چاہتی تھی۔

جناب والا! اس کے بعد میں چاہوں گی کہ آپ کے نوٹس میں لاؤں کہ ہم اپنی smuggling کو روکیں۔ ہمارا wheat جو افغانستان، انڈیا یا دوسرے ممالک میں smuggle ہوتا ہے، ہم اسے control کرنے کی کوشش کریں۔ میں حکومت کی توجہ اس طرف بھی دلانا چاہوں گی کہ غریب جو utility stores سے سامان خریدتا ہے، اسے مزید سہولتیں دیں۔ بہت سارے ایسے لوگ ہیں جنہوں نے self-employment کے لیے درخواستیں دی ہوئی ہیں یعنی franchised utility stores کے لیے لیکن جو محکمہ ہے، وہ اسے sanction کرنے میں بہت time لگاتا ہے۔ Survey میں تین تین، چار چار ماہ لگا دیتا ہے۔ اس لیے آپ اس کام کو بھی ذرا speed up کریں تاکہ لوگ اپنے روزگار پر لگیں۔

جناب والا! ہمیں energy پر بہت زیادہ توجہ دینی چاہیے۔ ہمارے پڑوسی ملک میں solar energy پر کافی کام ہوا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم ان سے رابطہ کریں اور دیکھیں کہ انہوں نے کیسے کیا ہے۔ Solar energy is a small unit. ایک solar unit کی زیادہ cost بھی نہیں آتی ہے۔ میری ایک دفعہ وہاں ایک businessman سے ملاقات ہوئی تو ان کا کہنا تھا کہ 6000 روپے ایک unit کی cost آتی ہے and that comes up to Rs. 123 per month, so we should look into this end کہ ہم solar energy کا استعمال کریں۔

جناب والا! میں چاہتی ہوں کہ ہم اپنے farmers کو زیادہ سے زیادہ incentive دیں۔ ہم انہیں loans دیں، facilities دیں۔ And we should have a proper water management system. تاکہ اپنے farmers کو ہم drip and sprinkler system کی طرف لے کر آئیں

اور اس کے لیے ہم انہیں free of cost sprinkler یا pipe وغیرہ فراہم کریں تاکہ پانی بھی conserve ہو اور ہماری پیداوار بھی بہتر ہو۔ آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے وقت دیا اور میں ربانی صاحب اور وزیر صاحب کا بھی شکریہ ادا کرتی ہوں کہ انہوں نے مجھے وقت دیا۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین : جناب نوید قمر۔

Syed Naveed Qamar (Federal Minister for Privatisation): *Bismilah-ir-Rahman-ir-Raheem*. Mr. Chairman, I think it is most pertinent and appropriate that in this august House today the honourable Senators have brought the focus onto an issue which by all considerations, is probably the No. 1 issue of this country while we may have other problems going around in the country. If you ask the hundred and sixty million people of Pakistan, this is probably the one issue that they are all affected by and therefore, I think, it is very very important that we as representatives of the people, Government or Opposition, concentrated on this issue and this issue alone in order to, really say that we have to fulfil the mandate given to us by the masses in the National Assembly or in the Senate. I think, the one consensus, I see emerging in this debate of the last two days and I am grateful for that. It is about time that we do away with the blame games. It is about time that we start with a baseline and say enough is enough. Yes, there are a lot of reasons for the present crisis or where we stand. I would be the first to admit that present situation is not sustainable, either for the people or for the Government. But to say that so and so, and such and such policies or so and so governments or

present government or last government or government before that, have done things, that will not fill the stomach of the poor. They do not care. They want a relief, they want short term relief, they want medium term relief and they want long term relief. And until and unless we do not all realize that it is our primary duty to be able to provide for that one person who puts us into these exhorted positions, then I think, none of us have a right even to be sitting in these chambers. So, let us start with a clean slate, let us start by saying that this is the way where we stand today and this is the way we want to go tomorrow. Until and unless we do not do that, I think, we will go round and round in circles because we have been here before. This is not the first time that any government has to face a crisis. So, until we do not start and saying, you senators and you senators and us, we all sitting together, putting our minds together and solving the problems of the people and the problems that hurt them here, we will not let pass that point. So sir, even if I am referring to the position today, it is merely to make that baseline obvious because I want to move on, I want to move to the future.

Sir, I am grateful again to my honourable colleagues, the Senators from both sides who have given concrete suggestions also. Some of those measures, the Government may already be taking, some of those measures, I will discuss and some of those measures perhaps need to be thrashed out more and discussed more and we as a government are always ready, here in this Chamber or anywhere else, wherever the representatives of people do demand, to sit with them, to have open ears,

to have open hearts, to have open minds because obviously nobody has a monopoly on wisdom. We can learn from their mistakes, we can also learn from their suggestions.

Sir, obviously it is a difficult situation and tough measures are required. Tough measures have been required at least for the last one year and the government of the day have had to take these measures. Let us start with the fiscal situation. Whatever was given in the budget last year and wherever we stand today, there is a world of difference. That whole budget has been completely distorted. The one primary reason besides the supply chain which I will come to cite the food issue, the global situation, but the primary reason for inflation in any country is the government's own budget deficit because a deficit forces a government to borrow from the State Bank which creates money and that creatived money only acts as money supply and if the supply of commodities are not enough inevitably the poorest and for that matter everybody else suffers. So it is a worst form of taxation to take no measure or to allow the fiscal deficit to baloon to an extent. Sir, announcing taxation and announcing increasing in prices, we allow inflation to increase and therefore it hurts everybody. We have no control over that and the poor are hurt the most and the rich are hurt the least. I think, the first measure that this Government had to take upon catering getting into power, was to take control of the fiscal situation.

Obviously there was no election to contest, there was no grand standing that we had to do. So we are candid to say that the first

thing that was, the kind of budget deficit of about 250 billion, merely on the subsidy bill, no government, no government, no matter even if they have a

الٰہ دین کا چراغ

can sustain it. So, we have taken measures, already to start controlling that. We have taken measures not only to cut down on government expenditures on all government departments across the board. Unfortunately, that also meant taking care of some projects that are not moving at the pace because we can not keep on adding to the Projects at 1.5 trillion, throw over, that we are talking about right now, so we have to scale back and see what are the priorities of the Government and move in that direction. Sir, if we have taken no measures and 8.5% budget deficit would have been the worst form of taxation and *Insha Allah* with the measures taking we hope that we will be able to bring this sheer deficit as close to 5% as possible, if not, of course, the 4% of the fiscal responsibility law which was thrown out of the window early last year.

Sir, of course, that means that we have to share some of those burdens with the population at large and some of the things which occurred during the caretaker government that was headed by yourself and during this new government have hurt but it's rather that we take that in that account than to do it directly by borrowing and allowing inflation to go on. And next year sir, in the budget we hope to bring our fiscal deficit further down to a level where again we can bring the inflation to a point where our economy can sustain it. Now, I will come to the most

specific issues because most of the points raised here were about the commodities and their increasing prices. And there is no question sir this region....., it is unfortunate that today we are in this situation, this region was a bread basket of the world, of the world as we knew it then, not today, not last year, not last century but since millennium and this has been the gift of God to the people of this area and that has always, not only fed us but fed a lot of people around and yet we have lost that control. We, who should have been a net exporter of food, today when the entire global market have come to pinch us, we are also in a position where we are not exporting but importing foods. I cannot do a better job than what the honourable Senator Haroon did yesterday of laying the base line of where we are today globally and where do we need to go. I completely concur with you sir, that we have to grasp back that control by giving complete and absolute focus to agriculture as a next engine of growth. We cannot go as we have been over the last few years using service sector as a main sector of growth. We have to bring in the area which feeds us, which employees 2/3rd of our population and which will be the future not only for feeding our people but for being our backbone for exports in the future.

Sir, we have to ensure timely supply of inputs. We have to make timely announcements of support prices. We have to, as we have now taken measures, bring in those technologies, those companies, those countries which will provide us with the seed, which will raise our productivity that Cabinet has already taken cognizance of this. A number

of seed companies are being contacted and *Insha Allah* you should see that the yields that we have today, would grow exponentially over the next few years. Within agriculture sir, let me focus on wheat first because obviously that is the first issue that is of concern to everyone. Of course, there are number of measures that we have already taken, yes, to raise "Atta" prices needs to be brought under control of people given the capacity to be able to sustain this price but at the same time, we have to get out of this situation. Why did this situation happen? Because last year we had an inconsistent policy. We first decided to export then decided to import and when we decided to import, it was not in a timely manner which has resulted in both a higher price and uneven supply chain and even what has been complained about now the quality of the wheat that we have in the market today.

Not only have we announced an increase in our procurement price to 625 rupees which would give incentive but we are prepared to even go higher at the appropriate time, at the time of sowing the Government will again reassess as to what is the best possible price for the farmer to increase the amount of acreage that he has because if we do not give them incentives how do you expect them to respond. You do not respond if prices are raised in March or April, you respond when prices are fixed in October which *Insh Allah* we shall do this year. Then for the present, without waiting for the complete crop to come in, we have already announced that we will import 2.5 million tons of wheat this year. So, any body who has any idea whatsoever that they will be able to

hoard this wheat and keep it for prices to rise, I have bad news for them that this Government is serious, this government will lower the price of wheat even if it has to give further subsidy and ensure that we get "Atta" not only the correct supply but at the price that the market will and our poor people will sustain. So, we are serious about not only making sure that supplies are there but also a crackdown on the smugglers as has already taken place. You have seen sir, time and again the number of smugglers that have been stopped, it is appearing on the media but I think obviously we need to do more and *Insh Allah* we will do more on that front.

We will also build up the reserves because we feel *Insha Allah* that with higher yield and more acreage, we will have a bumper crop next year and we pray to Allaha that when our *Niyyats* (intentions) are right, He should also help us in this regard. and as I said because of the wrong timings in terms of imports, the wheat that is supplied from sources, which give us the soft white wheat, were in a harsh winter and wheat was therefore imported from those regions which gave us the hard wheat, which is not the wheat, that the people in this counrty are used to eating and that the right kind of mix was not there but I think now that the harvest started coming in and the new supplies will also come in from those sources which give us the soft white wheat, this problem will disappear very soon. We have already removed the restrictions on the movement of wheat within the Provinces and once we are sure that our boarders are secure then the ban on movement even within the Provinces

will be lifted. Sir, on the other food commodities, on rice, the Government has taken cognizance of this and many of our lamps burning midnight oil have been burnt to ensure that we keep this quantity of rice available in the country at a reasonable price without hurting our export markets because rice is one of our major exports. While there were calls to ban it outrightly, I think the government's measure not to ban it but to fix minimum export prices has ensured that while the markets will remain with us, we do not send out the rice at prices which we can't sustain within the country. Sir, we have also sat down with the rice exporters and they have given us assurance that not only they will supply 200,000 tons to Utility Stores to make sure that there is sufficient rice availabe but they will also hold 300,000 tons with them to make sure that the total rice availability in the country is fulfilled first, before exports do take place. Sir, there was a mention of sugar by an honourable Senator. All I can respond is that

سارے فسانے میں جس کا ذکر نہ تھا
وہ بات ان کو بہت ناگوار گزری ہے

That is the one commodity where the prices have actually come down. This is one commodity where prices this year are lower than last year and we will ensure that because in fact all of the sugar that we have is, locally produced, that production is not hampered but certainly what we need to do is to make sure that mills run on time, sugarcane is harvested on time. So that the wheat crop can be sowed on time and this entire chain does not get reversed. While we are taking all these measures which will give us dividends in the long term, we can't forget the short

term, we can't forget today. While we have already announced the minimum wage, raised from 4500 rupees to 6000 rupees, certainly the government employees will also be looking forward to a relief. While I stand here, while this is not a budget speech and I am not the Finance Minister, I can assure our government employees that there shall be relief for them in the forthcoming budget and it will be enough to be able to sustain them through this difficult period. Alongwith that sir, we are also coming up with a scheme which will give direct relief to the poorest of the poor. We are devising a transparent mechanism whereby without a pick and choose or at least minimising human interference, people across the board, across the country would be given financial relief, so that whatever global price increase has done to our economy we will be able to mitigate that and *Insha Allah* that scheme might be launched at the time of budget or soon thereafter. Of course, there are a number of other factors that all tie into that.

People raised the issue of electricity. Sir, I think, I wish when people stand up today and talk about the electricity crisis and the gap between the supply and demand, people should remember the times when we had given a policy that was accepted by the world and which to this day, continues to bring light to these dark corridors. Imagine the world or imagine this country, its business and commerce without the policy of 1994. There would have been endless blackouts and sir, this government has once again showed seriousness. In fact today, as I would beg leave from you, I will go straight to a meeting of the Cabinet, which is

concentrating again on this and what we intend to do is to narrow the gap not three years down the road, not two years down the road but later this year, to a point where we would hope to eleminate the rising load shedding that this country is witnessing because no country, no civilized country, no developing country can live with a kind of loadshedding that we are going through with. But while others talked of years, we talk of months. I beseach you to bear with us while we will do this on an emergency basis.

Sir, there was a lot of talk of the exchange rate and I think it is true that the Pak Rupee has taken a beating. While the root cause of it was a sudden increase in the world oil prices and you are aware of that sir, and the world edible oil prices and wheat prices and so many other commodities that we should have been producing but we don't and we import now. On top of that was added the speculation in the market. I think primarily the speculator has added to the miseries of the masses and here again I would ask my honourable colleagues that when we start talking of these things, we should be sensitive to whatever is happening outside. When we talk of the trade deficit, when we talk of the current account deficit, when we talk of our reserves, we should be responsible. Because if we create an atmosphere where speculators come in, it is not just the government that suffers. It is you, I, my voters, your voter, the man sitting on the streets and in the villages who suffer but sir, we have already taken measures. *Insha Allah* by the end of this fiscal year, our reserves would be at the same level as they were last year, despite all the

increases in the international prices, despite all the speculation. We have taken measures to mobilize three billion already and another billion is on the cards and certainly I can promise you that four billion additional would be in our kitty which will take us beyond that point and bring us back and therefore, any speculator, that might have been thinking of benefitting from this kind of shortage would be at a loss. Of course the Sate Bank is also taking a number of additional measures, closed the nostro accounts, outflowed remittances, in fact, ... outward remittances to the inward remittances and number of other measures that they have taken, all of which will go to slowly claw back the rate at which we exchage our rupee with the dollar. Sir, of course a number of relief measures that I have talked about, there have been some criticisms of the utility stores also, sir if we keep a huge gap between the prices of the utility store and the prices of the market, inevitably corruption takes place, inevitably people and those incharges also would be taking advantage of this arbitrage that exists. So, it has been decided that in order to ensure quality and in order to ensure that this is the price stabilizer, not a mechanism for creating a black market that these prices would be kept below market but at a rate which is within say 20 rupees per kilo on edible oil and 2 rupees per kilo on *Atta*. And any additional subsidy that is required would be diverted to the programme of cash transfers directly to poorest of the poor, where the people who deserve to get it, get the subsidy will get it and not the rich or b*agmat* who send their servants or cooks to stand in line and take advantage from the utility

stores.

Sir, the issue of the diesel as you know, sir you have dealt with it that even to this day, we are giving a huge subsidy, this year alone by the end of the year despite the increase in prices, we will be giving close to about 150 billion rupees as subsidy. We are today subsidizing diesel to the extent of 23 rupees per liter, imagine of this subsidy was not there where our diesel prices would have been at the petrol pumps. We have a choice of either continuing with this, increasing the subsidy further and then cutting back on our development programmes, cutting back on our defence or cutting back on subsidy giving to Atta and other things, the choice is with the nation, the choice is with all of us the policy makers. Sir, I think, if this money is better utilized in areas which help the poor which gives support to the economy, which gives support to the growth which takes us to a path of progress which INSHA ALLAH this Government intends to take the country on.

So, sir I will thank this House once again for having brought this issue in focus, I do assure you that the Government is fully cognizant and has considered this issue as one of the primary issues to deal with and INSHA ALLAH within no time things will be brought at a level where as my friends said that if we do not respond to the needs of the masses then the masses react the way that they did with last Government. We are political people, we are aware of that and we have our people, our voters are people of this nation close to heart, we will ensure timely supplies, we will ensure higher production, we will ensure sustainability, we will

make sure that the poverty level should come down in this country. I thank you very much sir.

Mr. Chairman: Thank you.

Senator Ilyas Ahmad Bilour: As the honourable Minister has said that we have ordered that there should be provincial movement...

Mr. Chairman: Inter provincial.

Senator Ilyas Ahmad Bilour: Inter provincial, inter district

آپ نے کہا، نہیں، نہیں آپ نے inter provincial کہا۔ This is wrong also, under Article-151 of the Constitution of Pakistan..

جناب چیئرمین: Discussion نہ کریں، آپ سن لیں، let him clarify.

سینیٹر الیاس احمد بلور، جناب! آپ بتائیں، please.

Mr. Naveed Qammer: Sir, I have said that the Government has lifted the restrictions on inter district movement and as soon as our borders are secured, we will ensure that there is no restrictions of any sorts on any movement inter provincial, inter district or from the farm...

Mr. Chairman: There is a strategy and they are going on it stage by stage.

Senator Ilyas Ahmad Bilour: I have high respect to the honourable Minister and the Senators, the people of Balochistan and Pukhtoonkhwah are eating *Atta* 10 rupees kilo more than the people of Punjab. Sir, for God's sake, this inter provincial, this is completely against the Constitution of Pakistan that you cannot stop inter provincial trade movement of anything. You have to seal the borders yourself that is not

my problem that is not my baby, that is not a baby of the people of the Pukhtoonkhwah that is not a baby of the people of the Balochistan. Why they are suffering, why they are suffering for 10 rupees per kilo?

ہمارے غریب لوگ پنجاب سے زیادہ پیسہ دے رہے ہیں' جناب! ہمارے ہاں تو بہت غربت ہے' terrorism ہے' غربت ہے' سب کچھ ہے۔ میں Minister صاحب کو کہتا ہوں کہ یہ immediately کریں' یہ بالکل Constitution کے خلاف ہے۔

جناب چیئرمین: بلور صاحب! ابھی اس پر discussion نہیں ہے' آپ نے point raise کیا ہے' he has noted it. نہیں' انہوں نے point note کر لیا ہے' they will address it. Minister کے بعد discussion نہیں ہوتی' wind up ہو گیا ہے' Minister کے بعد discussion نہیں ہوتی۔ میرا خیال ہے کہ you are aware of the rules.

سینیٹر الیاس احمد بلور: میں نے Minister of Finance سے کہا تھا کہ خدارا! اپنے آپ کو dollar سے delink کر کے اور Euro کے ساتھ کم از کم 50% رکھتے' اس وقت وہ کہہ رہے تھے' 15 billion...

جناب چیئرمین: یہ suggestion آئی تھی' they have heard it, they will analyze and I am sure because اس پر basket ہوتی ہے' آپ سارا trade import, export ہوتا ہے تو they will do that. Agha sahib, you want to say something.

Senator Muhammad Azam Khan Swati: This is a serious violation of the Federation in the spirit of the Federation because inter states or inter provincial commerce, you cannot separate. It is against the spirit of the Federation and it is basically a cruelty to us, especially living in Balochistan and our Pukhtoonkhwah.....

Mr. Chairman: He has said he is looking at it. They have started the process, it will be a safe programme.

Senator Muhammad Azam Khan Swati: That the free flow of the wheat has been hampered, it is against the spirit.

جناب چیئرمین: بلیدی صاحب! میرا خیال ہے کہ رضا صاحب کو سن لیں، آپ کے ساتھی بول رہے ہیں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب چیئرمین! میں اس میں عرض کروں کہ جو میری معلومات ہیں، اس کے مطابق جو inter provincial meeting ہوئی تھی، اس میں وفاقی حکومت کی طرف سے یہ بات سامنے آئی تھی کہ جس صوبے کا جتنا quota ہے یا جس صوبے کی consumption ہے، اس کو اتنی consumption plus a padding to that. وہ movement allow کرنے کے لیے تیار ہیں۔ یہ بھی suggestion آئی تھی کہ اس کی movement بجائے اس کے کہ trucks کے ذریعے کی جائے کیونکہ اس میں خدشہ یہ تھا، اس میں آگے smuggling میں آسانی ہوتی ہے تو اس کو ریل گاڑی کے ذریعے مختلف صوبوں تک منتقل کیا جائے۔ صوبائی حکومتوں کی اس میں غالباً تھوڑی سی reservations تھیں، انہوں نے کہا ہے کہ ہم اس کو دیکھ کر، وفاق حکومت کو they will get back. میں بالکل agree کرتا ہوں کہ پختونخواہ اور بلوچستان کے لیے یہ ایک مسئلہ ہے لیکن وفاقی حکومت اس سے seized ہے اور عنقریب ایک اور inter provincial meeting ہونے والی ہے جس میں صوبائی Chief Ministers بھی موجود ہوں گے اور انشاء اللہ اس میں فیصلہ سامنے آجائے گا۔

Mr. Chairman: Raza sahib, you want to answer on the points of order.

سینیٹر میاں رضا ربانی: جی جناب۔

جناب چیئرمین: Points of order کر لیں۔ جی آغا صاحب۔ آغا صاحب has the floor.

سینیٹر کامل علی آغا: میں نوید قمر صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ وہ تشریف لائے اور وہ دو دن House میں بیٹھ کر debate سنی اور انہوں نے ممبران کے بیشتر points کو respond کیا۔ ان کی speech کی ایک دو چیزوں پر میں تشویش کا اظہار کرنا چاہتا ہوں۔ سب سے پہلے یہ ہے کہ انہوں نے تسلیم کر لیا کہ wheat کی بے وقت قیمت بڑھائی گئی۔ بے وقت جو wheat کی قیمت بڑھائی گئی اس سے عام چھوٹے کسان کو فائدہ نہیں پہنچا۔ یہ فائدہ اس لیے نہیں پہنچا کہ وہ اپنی فصل بیچ چکا تھا' اس ملک میں یہ problem ہے کہ چھوٹا کسان کھڑی فصل کا سودا کر لیتا ہے' وہ مجبور ہوتا ہے۔ بے وقت قیمت بڑھانے سے اس کو تو فائدہ نہیں ہوا لیکن ان لوگوں کو فائدہ ہوا جو کہ ہمیشہ سے جنس کے معاملے میں کاروبار کرتے ہیں' store کرتے ہیں' blackmailing کرتے ہیں' ذخیرہ اندوزی کر کے فروخت کرتے ہیں اور منہ مانگی قیمت مانگتے ہیں۔ آج ہی اخبار میں تھا کہ گوجرانوالہ میں 800,900 روپے فی من گندم بک رہی تھی اور انہوں نے گرفتاریاں بھی کیں لیکن ایک بات establish ہو گئی کہ اس وقت گندم گوجرانوالہ کی مارکیٹ میں 900 روپے تک بک رہی ہے جو کہ پنجاب کا centre ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ بے وقت قیمت بڑھنے سے عام آدمی effect ہوا ہے اور چھوٹے کسان کو کوئی فائدہ نہیں ہوا' یہ انہوں نے تسلیم بھی کیا ہے۔ آئندہ ایسے فیصلے بروقت کیے جانے چاہئیں۔

دوسری بات میں ضرور کہنا چاہوں گا کہ یہ جو اس بات پر بضد رہتے ہیں کہ IPP's جو انہوں نے 1999 میں establish کیں' وہ اس ملک کے لیے بہت مثبت قدم ثابت ہوا۔ ہم اس سے قطعی طور پر agree نہیں کرتے کیونکہ اس ملک کو سستی بجلی چاہیے' مہنگی بجلی نہیں چاہیے اور اگر یہ اس بات پر کوئی فیصلہ کرنے والے ہیں تو اس بات کو مدنظر رکھیں کہ اس ملک میں جب تک یہ سستی بجلی provide نہیں کریں گے یا کوئی ایسا طریقہ واضع نہیں کریں' کوئی ایسی سکیم نہیں بنائیں گے کہ جس سے اس ملک کو سستی بجلی ملے' اگر یہ دوبارہ وہی والا سلسلہ شروع کریں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ عام آدمی اور اس ملک کو کوئی فائدہ نہیں ہونے والا' سوائے اس کے کہ اس ہال میں lights نظر آئیں گی' industries بند ہو جائیں گی' زراعت ناممکن بن جائے گی اور عام آدمی کا جینا دوبھر ہو جائے گا۔

جناب چیئرمین! تیسری بات یہ کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے فرمایا کہ یوٹیلٹی سٹورز کو جو subsidy دی جا رہی تھی وہ اس لیے بند کی گئی کہ قیمتوں میں بہت فرق تھا اور اس میں corruption کا اندیشہ تھا اور corruption ہو رہی تھی۔ Of course جہاں پر چیزیں سستی ہوں گی وہاں پر corruption کا اندیشہ ہو گا لیکن اچھی administration کے ذریعے اس کو control کیا جا سکتا ہے اور کیا جا رہا تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سلسلے کو جاری رہنا چاہیے' وہ غریب آدمی کے لیے ایک سہارا تھا' اس subsidy کو بند نہ کریں۔ میں نے پہلے ہی اس بات پر تشویش کا اظہار کر دیا تھا اور اب انہوں نے اس بات کو مانا ہے کہ وہ بند کر رہے ہیں۔ یہ قطعی طور پر غلط ہے۔ ایک بات مزید یہ کہنا چاہوں گا کہ یہ جو کہتے ہیں نقد رقم کے ذریعے ہم عام آدمی کو facilitate کرنا چاہتے ہیں' اس میں تو بہت زیادہ corruption کا اندیشہ ہے' اس میں تو 100 percent corruption ہو سکتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یوٹیلٹی سٹورز اور سستے ڈپو کھولے جائیں' سستے آٹے' دالیں اور اشیائے ضروریہ کی عام دکانیں کھولی جائیں تاکہ عام آدمی کو subsidy ملے جو کہ اس کا حق ہے۔ اگر وسائل موجود ہیں اور جیسا کہ ہمارے پاس جتنے وسائل موجود تھے' ہم نے پٹرول' آٹے اور دوسری چیزوں پر subsidy دی۔ ان کو یہ سلسلہ بڑھانا چاہیے اور یہ اس کو کم نہ کریں۔ میں امید کرتا ہوں کہ یہ عام آدمی کے فائدے کی بات کریں گے' یہ اس بات پر بضد نہ ہوں کہ چیزیں مہنگی کر کے' production بڑھائیں۔ جناب! اگر دکان پر سو آٹے کے تھیلے پڑے ہوں اور غریب آدمی اس کو خرید ہی نہ سکے تو میں نہیں سمجھتا کہ یہ عام آدمی کا فائدہ ہے۔ عام آدمی کا فائدہ یہ ہے کہ اس کو سستی چیزیں فراہم ہوتی رہیں۔ بہت شکریہ۔

سینیٹر طلحہ محمود آریان: جناب چیئرمین! میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اس اجلاس میں جو questions, motions and resolutions lapse ہوئے ہیں اگر انہیں اگلے اجلاس میں رکھ لیا جائے تو نوازش ہو گی۔

جناب چیئرمین: جی ٹھیک ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: جناب چیئرمین! مجھے صرف دو منٹ دے دیں۔

جناب چیئرمین: مختصر بولیں کیونکہ ابھی اور بھی points of order ہونے ہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: آغا صاحب نے جو بات کی ہے میں اس پر تھوڑا سا کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں دو منٹ لوں گا۔

جناب چیئرمین: اب discussion نہ کریں کیونکہ معاملہ ختم ہو چکا ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: نہیں جناب! انہوں نے بنیادی طور پر غلط بات کی ہے میں اس کی تصحیح کرنا چاہتا ہوں' اگر آپ مجھے اجازت دیں۔

جناب چیئرمین: کتنا ٹائم لیں گے؟

ڈاکٹر صفدر علی عباسی: زیادہ سے زیادہ ایک سے دو منٹ۔

جناب چیئرمین: جی بولیے۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی: جناب! بات یہ ہے کہ میں اور چیزوں پر تو تبصرہ نہیں کرنا چاہتا لیکن آغا صاحب کی جو IPPs کے حوالے سے بات ہے اس پر مجھے ہنسی آتی ہے کہ آج پورے پاکستان کو اندھیرے میں ڈبونے کے بعد وہ ان IPPs کو غلط کہہ رہے ہیں جن کے ذریعے یہ آج بھی ساڑھے چار ہزار میگاواٹ بجلی لے رہے ہیں اور انہوں نے پورے 12 سال یہ بجلی استعمال کی اور اگر پاکستان کو اندھیرے میں ڈبونے کے بعد یہ کہیں کہ وہ IPPs غلط تھیں تو جناب! اگر ساڑھے چار ہزار میگاواٹ آپ کے grid system میں نہ ہوتے تو پاکستان کہاں کھڑا ہوتا۔ میں آغا صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ پانچ سال کے اقتدار میں ان کے اپنے اور تین سال اس سے پہلے جنرل پرویز مشرف کے' انہوں نے extra ایک میگاواٹ بجلی پیدا نہیں کی۔ مجھے اس کی وجہ بتائیں کہ انہوں نے اس چیز پر کیوں توجہ نہیں دی؟ پاکستان پیپلزپارٹی کی پالیسی میں hydro power ایک بنیادی element تھا۔ آج پاکستان کے northern areas میں 50 ہزار میگاواٹ produce ہو سکتی ہے۔ انہوں نے اس پر کوئی کام کیا؟

جناب چیئرمین: اس میں I think جب-----

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: جناب! سنیں جب یہ power shortage آئی۔

پاکستان پیپلز پارٹی کی گورنمنٹ نے ساڑھے چھ cent per unit پر معاہدہ کیا تھا' انہوں نے ساڑھے چودہ cent پر معاہدہ کیا ہے۔ اس وقت کا ساڑھے چھ cent ڈھائی روپے تھا' آج کا ساڑھے چودہ cent تقریباً پندرہ روپے سے اوپر ہے۔ بنیادی بات یہ ہے کہ power shortage میں آپ نے industry کو' agriculture اور ہر چیز کو تباہ کر کے رکھ دیا ہے اور الزام یہ دے رہے ہیں کہ ہم نے کیوں IPPs sign کی تھیں۔

جناب چیئرمین: آغا صاحب! پھر debate شروع ہو جائے گی۔

سینیٹر کامل علی آغا: میں debate نہیں کرنا چاہتا لیکن میں اس بات پر معترض ہوں اور یہ ضرور کہنا چاہوں گا کہ اس پر اس ہاؤس میں debate رکھی جائے اور یہ طے کیا جائے کہ ہم نے کیا کیا' انہوں نے کیا کیا۔ میں الزام کی سیاست نہیں کرنا چاہتا' ان کے جذبات ہیں اور اگر میں IPP's کے معاملے میں حقائق بیان کروں تو معاملہ بہت لمبا ہو جائے گا۔ اس پر اخبارات اور media میں detailed discussion ہو چکی ہے۔ کیا ہوا' کتنی corruption ہوئی' کیا تھا' اگر اسی وقت درست فیصلہ کیا جاتا اور آج جو ان کو درد اٹھ رہا ہے' hydel power پر جایا جاتا تو میں سمجھتا ہوں کہ ان کا درست فیصلہ ہوتا۔ فرق اتنا تھا کہ 1.6 پیسہ اور 8 روپے کا فرق' اگر یہ کسی وقت اپنے گریبان میں جھانک کر یہ سوچیں کہ انہوں نے کیا کیا اور کیوں کیا تو میرے خیال میں بہتر ہو گا اور اگر یہ بضد ہیں تو اس پر مہربانی کر کے دو دن کے لیے debate رکھیں۔ یہ معاملہ دو گھنٹے میں طے نہیں ہو گا کیونکہ بڑے لمبے معاملات ہیں جو کہ انشاء اللہ ہم عوام کے سامنے لائیں گے' یہ پہلے بھی آ چکے ہیں اب دہرانے کی ضرورت ہے۔

Mr. Chairman: Mr. Raza Rabbani.

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب چیئرمین! ہمیں اس میں کسی قسم کی قباحت نہیں ہے اور اگلے سیشن میں گورنمنٹ خود اس مسئلے پر debate لے کر آئے گی تاکہ حقائق سامنے آئیں اور یہ جو so called باتیں اور corruption ہے یہ اس floor پر ایک دفعہ کھل کر سامنے آ جائے۔

میں چاہ تو نہیں رہا تھا کہ اس closing note پر ایسی باتیں کی جائیں لیکن جب ہم

دوسروں پر کیچڑ اچھالیں گے تو پھر ہمیں وہ بات بھی نہیں بھولنی چاہیے جو ماضی کی حکومت کی سب سے بڑی indictment Steel Mills case کی صورت میں موجود ہے۔ Supreme Court of Pakistan نے اتنی بڑی indictment اس وقت کے sitting Prime Minister اور Cabinet Committee کے اوپر Pakistan Steel Mill کے case میں دی۔ اگر میں Stock Exchange Scandal اور دوسرے scandals کی بات کرنے لگوں تو پھر بڑی لمبی بحث ہو جائے گی لیکن Steel Mills کی ایک کھلی indictment by the Supreme Court of Pakistan ہے۔

جناب چیئرمین! مختلف points of order کل raise کیے گئے۔ کل شام کو 10.30 بجے تک session چلا، جس کی وجہ سے ان میں سے کچھ points of order کے جوابات میں لے سکا ہوں اور ایک، دو کا نہیں لے سکا، I am sorry for that جناب چیئرمین! کل یہاں پر یہ بات کی گئی اور National Commission for Human Development کے معاملے کو ایک humanitarian way اور خوفناک طریقے سے پیش کیا گیا کہ National Commission for Human Development جس کے نسیم اشرف صاحب چیئرمین ہیں، وہاں پر چالیس ہزار لوگوں کی نوکریاں ختم ہو رہی ہیں۔ ان کی نوکریاں اس لیے ختم ہو رہی ہیں کہ وفاقی حکومت ان کو funds transfer نہیں کر رہی، جس کی وجہ سے یہ تمام چیزیں سامنے آ رہی ہیں۔ جناب چیئرمین! یہ point of order نثار میمن صاحب نے اٹھایا۔ میں آپ کے توسط سے ہاؤس کے سامنے ساری صورتحال رکھنا چاہتا ہوں۔

جناب! یہ بات درست ہے کہ اس وقت ان کی tranche 874 million rupees transfer نہیں ہوئی۔ وہ اس لیے transfer نہیں ہو رہی کہ اس سے پہلے

The Government of Pakistan has given rupees 5 billion to this National Commission for Human Development of Nasim Ashraf. In addition to this he has raised US $ 27.8 million. So, look at the enormity of the fund that he has. He has US $ 27.8 million and that has been granted by the major International donors like: OPEC fund, UNDP, UNICEF, USAID and the

World Bank. He has been asked Mr. Chairman, and you would recall that when we were in the Opposition, we raised this question that where is the audit and he has refused to have accounts audited. The Government of Pakistan has said that this 5 billion rupees that was given to you needs to be accounted and the Commission is refusing to have an audit done. It is refusing to tell the Federal Government where 5 billion rupess has been spent and they have been asked to make a presentation to the Prime Minister as to what is their scope of work. So, that is why the funds have not been transferred because this Commission is refusing to have an audit done on the 5 billion rupees that it has received from the Federal Government.

(At this stage call for Zohar prayers was made)

Senator Muhammad Azam Khan Swati: Sir, I apologize because as the stakeholder of NCHD and a member on the Advisory Board, I have to submit couple of requests. Sir, it is very important to know the facts and especially when we are doing the oversight, it is a very unique, very novel, very humane Institution and for the purpose it was established, basically the idea behind its establishment was brought by my good friend Dr. Nasim Ashraf, many other doctors in United States helped him along with myself. General Musharraf was very instrumental in winning the heart and mind of the people of the whole world and brought that good money for a very good cause to impart education and help the poorest of the poor of my nation. I contributed 50 thousand dollars from

my own pocket. I did not apply that fund to my tax. It was post income tax contribution that I paid to Dr. Nasim Ashraf. Then I was appointed on the Advisory Board. For the last two and half years or three years, only one meeting that I can remember, was called. Now my good friend Dr. Naseem Ashraf has goneand is playing cricket. With his departure, such a big novel institution has been left to whom? I think this is the time now that we have to check everything in detail impartially. I think, there should be no conflict into it whatsoever. Still he is a very good friend of mine but I have a moral and legal obligation sitting in this institution that we need to see into it. Sir, a committee needs to be constituted. So, before releasing the fund even one dollar, we must satisfy ourselves. I would say, we are going to be committing a crime, if we will release one dollar to NCHD unless a transparency of this institution is established.

Mr. Chairman: The Leader of the House is saying that they are looking at the audit. This is exactly what they are doing.

Senator Muhammad Azam Khan Swati: Sir, now this institution has become controversial. For a good cause it was made and I really appreciate and all the people who have contributed into it. But now it has become controversial. So we have to probe into it in detail.

Mr. Chairman: The Leader of the House has heard you and he will keep all these points into his mind when the audit comes.

Senator Muhammad Azam Khan Swati: Thank you very much.

سینیٹر کامل علی آغا: جناب! یہ سیدھی بات ہے کہ ہر رقم کا audit ہونا چاہیے۔ یہ قوم کے پیسے ہیں، اس میں چاہے کسی کا دوست ہو یا نہ ہو، اس میں دوستی کی بات نہیں ہے۔ جناب! جہاں بھی ہماری قوم کا پیسہ خرچ ہو رہا ہے وہاں پر audit ہونا چاہیے اور وہ درست ہونا چاہیے۔ اس میں کسی قسم کی favouritism کا معاملہ نہیں آنا چاہیے اور اس میں کسی کو بھی اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: میری قائد ایوان سے گزارش ہے کہ ممبران سینیٹ کی ایک کمیٹی بنائی جائے جو کم از کم آڈیٹر کے ساتھ بیٹھ کر اس کو دیکھے۔

جناب چیئرمین: آڈٹ رپورٹ آ جانے دیں۔ اس کے بعد آگے کا لائحہ عمل طے کرلینا۔ جی رضا صاحب کو سن لیں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب چیئرمین! اگر آپ کی اجازت ہو۔ آغا صاحب اور ڈاکٹر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں اگر ان کی اجازت ہو تو میں وزیراعظم کو یہ convey کردوں کہ سینیٹ کی مجموعی رائے یہ ہے کہ اس ادارے کا حکومت پاکستان کو آڈٹ کرنا چاہیے جو فنڈ ان کو دیا گیا ہے۔ اگر آپ کی اجازت ہو تو I will convey this to the Prime Minister that this was the collective sense of the House.

سینیٹر کامل علی آغا: میں نے تو پہلے ہی کہا ہے پاکستان کے غریب عوام کا پیسہ جہاں بھی خرچ ہو رہا ہے، چھوٹی جگہ پر ہو رہا ہے یا بڑی جگہ پر ہو رہا ہے ہر رقم کا آڈٹ ہونا چاہیے۔ وہ باہر سے آرہا ہے یا بجٹ کے ذریعے آرہا ہے اس کا آڈٹ ضروری ہے۔

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, through you I am thankfull to the House and particularly to the Leader of the Opposition and I will convey this to the Prime Minister as being the general consensus of the Senate of Pakistan.

جناب والا! دوسرا point of order raise کیا گیا تھا اور میں معذرت چاہتا ہوں آپ کے توسط سے سینیٹر رضا محمد رضا صاحب کا جس پر انہوں نے کہا تھا کہ ژوب ائرپورٹ بند ہے۔ کیونکہ رات

کو ایوان ساڑھے دس بجے تک چلا۔ صبح میں نے کوشش کی تھی لیکن میرا رابطہ PIA کے حکام سے نہیں ہو سکا۔ میں آج کوشش کر کے ان سے پتا کر کے رضا صاحب کو دیگر ممبران خاص طور پر جو بلوچستان کے ہیں مطلع کردوں گا کہ اس کی کیا position ہے۔

جناب! تیسرا جو point of order raise کیا گیا تھا وہ کامران مرتضیٰ صاحب کا تھا وہ اس وقت تشریف فرما نہیں ہیں لیکن انہوں نے جو point of order raise کیا تھا وہ یہ تھا کہ پاکستان ائرفورس نے ایک فائرنگ رینج ضلع لسبیلہ میں لی ہے اور وہاں پر لوگوں کو eject کیا جا رہا ہے اور وہ زمین اونے پونے داموں خریدی گئی ہے۔ جناب! میری بات صبح سیکریٹری ڈیفنس سے ہوئی ہے اور جو facts انہوں نے بتائے ہیں that I am placing before the House through you انہوں نے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ اگورہ ضلع لسبیلہ کے اندر ہے اس میں 60,000 ایکڑ زمین وہ فائرنگ رینج کے لیے پاکستان ائر فورس نے لی۔ میں نے ان سے اس بات کی تشویش کا اظہار کیا کہ ساٹھ ہزار ایکڑ زمین ایک فائرنگ رینج کے لیے کچھ تھوڑی سی شاید زیادہ زمین ہے اور میں نے ان کو اس بات سے بھی آگاہ کیا کہ سینیٹ کے اندر ممبران کے یہ خدشات ہیں کہ یہ فائرنگ رینج بالآخر وہ ہاؤسنگ سوسائٹیز کے اندر convert ہو جائے گی کیونکہ یہ ایک opinion تھی جو کل ہاؤس میں سامنے آئی۔ انہوں نے جو بات مجھے بتائی وہ یہ کہ کامرہ کے اندر جو جہاز چین کی وساطت سے بن رہے ہیں یہ فائرنگ رینج دراصل ان جہازوں میں جو firing equipments لگتے ہیں اس کی testing کے لیے یہ رینج لی گئی ہے اور یہ ساٹھ ہزار ایکڑ اس لیے ہے کہ اس جہاز کی رفتار اتنی ہوتی ہے کہ وہ چند منٹوں میں اس پورے ایریا کو cover کر لیتا ہے اور کچھ equipment اور weapons کی accuracy کے لیے وہ بھی وہاں پر تعینات کیے جا رہے ہیں۔ لہذا these huge acres are actually required because of the speed of the air craft which it coveres in a very short period of time. انہوں نے مزید یہ کہا کیونکہ جو سابقہ وزیراعلیٰ تھے ان کا یہ ضلع تھا اور یہ زمین ان کے home district میں آتی تھی لہذا انہوں نے خاص خیال اس پر رکھا اور دو دفعہ اس کی قیمت کو negotiate کیا گیا یا re-negotiate کیا گیا اور اس کے بعد جو final فیصلہ ہوا وہ یہ تھا کہ اس زمین کا title transfer نہیں ہوگا اور اس زمین کا title حکومت بلوچستان کے پاس ہی رہے گا اور جو اس کے

funds تھے وہ بلوچستان کی حکومت کو social sector کے جو development programmes تھے اس میں دیا جائے گا اور یہ دس سے پانچ سال کے لیے رہے گا اور یہ MOU پاکستان ائرفورس کا حکومت بلوچستان کے ساتھ sign ہوا ہے اور حکومت بلوچستان اس پر on board ہے اور یہ کہ جس طرح میں نے پہلے کہا کہ اس زمین کا title وہ transfer نہیں ہو رہا۔ تشویش یہ تھی کہ وہاں پر کچھ لوگ ہیں ان کو ejectment notices جاری ہوئے ہیں میں نے ان کو یہ کہا تو he was unable to tell me at that particullar time without counter checking کہ آیا ایسے notices جاری ہوئے ہیں یا نہیں۔ انہوں نے یہ کہا کہ وہ اس کو check کرکے بتائیں گے یہ تیسرا point of order تھا جس کا یہ جواب ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک: جناب چیئرمین! میری گزارش یہ ہے کہ ان کی بڑی مہربانی کہ یہ point of orders کا ہمیں جواب دے رہے ہیں۔ جناب! یہاں سوال یہ تھا کہ بلوچستان حکومت نے یہ جو زمین دے دی ہے وہ حکومت بلوچستان کی نہیں ہے وہ عام آدمی کی ہے۔ یہاں point یہ ہے، ٹھیک ہے بلوچستان حکومت کی زمین ہے وہ وفاقی حکومت کو دے دے یا کسی اور کو دے دے وہ تو سمجھ آجاتا ہے۔لیکن زمین میری ہے اور وزیراعلیٰ صاحب اس ضلع سے تھا، وزیراعلیٰ جس ضلع سے ہو تو وہاں کی تمام زمین اس کی نہیں ہوتی۔ میں کہتا ہوں یہ بڑا serious problem ہے اگر آپ لوگ ان سب مسئلوں کو الجھانا چاہتے ہیں تو لامحالہ ہم لوگ احتجاج پر جائیں گے۔ کیونکہ وہاں پر جو آدمی ہے اس کو اٹھایا جا رہا ہے۔ میں رضا صاحب سے گزارش کرلیتا ہوں کہ اس وقت پسنی سے لے کر گوادر تک ایک سو کلومیٹر پر پابندی لگا دیں گے ابھی وہ ایک لاکھ ایکڑ زمین لے رہے ہیں۔ چھ سو روپے پر آپ ہماری ایک ایکڑ زمین لے رہے وہ بھی عام آدمی کی۔ جناب چیئرمین! میں گزارش کرتا ہوں کہ یا تو آپ کوئی کمیٹی بنا لیں یا رضا صاحب خود اس کو properly لے لیں کیونکہ اگر یہ صورتحال رہی تو ہم بلوچستان کے لوگ ہیں ہم احتجاج کریں گے۔

جناب چیئرمین: نہیں وہ آپ کا point سمجھ گئے ہیں۔ رضا صاحب اس میں جو ایشو ہے اگر individual land ہے اس کو acquire کیا گیا ہے حکومت کو اختیار ہے acquire

کرنے کا لیکن market value یا realistic value ایک ہونی چاہیے۔ یہ دیکھیں اور لوگوں کو اس میں کس طرح compensate کیا جا رہا ہے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: اتنے لوگ اکٹھے بول رہے ہیں تو سمجھ نہیں آ رہا۔ جی مالک صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک: جناب! ائرپورٹ کے لیے جو زمین لی گئی ہے وہ ایک لاکھ روپے سے تین لاکھ تک لی ہے۔ حکومت نے لی ہے۔

جناب چیئرمین: اس جگہ لی ہے یا اور کہیں۔ ہر جگہ کی اپنی قیمت ہو گی۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک: جناب! وہی پٹی ہے۔ انہوں نے پانچ ہزار ایکڑ زمین لی ہے اور لوگوں کو ایک لاکھ روپے سے لے کر تین لاکھ کے درمیان انہوں نے ادا کیے ہیں اور لوگوں نے زمین دے دی۔ اب یہ جو زمین وہاں پر لے رہے ہیں چھ سو روپے فی ایکڑ کے حساب سے یہ کہاں کا انصاف ہے۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: جناب! اس میں ایک قانونی اور آئینی جز جو ہے اس کو بھی آپ نے پورا کرنا ہے کہ آپ private land, private party کی اسی صورت میں لے سکتے ہیں جب وہ public use کے لیے لیں یعنی حکومت کی use کے لیے ہے وہ آپ لے سکتے ہیں۔ آپ کسی individual کو اس طرح نہیں دے سکتے۔

جناب چیئرمین: پری گل صاحبہ کو سن لیں پھر میں آپ کے پاس آتا ہوں۔ جی پری گل صاحبہ۔

سینیٹر آغا پری گل: جناب چیئرمین! سوال یہ تھا کہ بلوچستان کے جو local Baloch لوگ ہیں یہ زمینیں ان کی ہیں یعنی حکومت کی زمین نہیں ہے۔ ان سے سوال یہ کیا تھا کہ چھ سو روپے ایکڑ، ان کے بغیر پوچھے، کس طرح سے ان کو دے دی ہے۔ یہ چھوٹی موٹی بات نہیں ہے یہ ہزاروں ایکڑ زمین ہے ۔آپ مہربانی کرکے اس کے لیے ایک کمیٹی بنائیں۔ کمیٹی میں تمام بلوچستان کے اراکین کو رکھیں اور پوری inquiry ہو تاکہ وہاں کے local لوگوں کے ساتھ زیادتی نہ ہو کیونکہ اگر گھر میرا ہو اور بیچیں آپ تو یہ زیادتی ہے۔ کم از کم مجھ سے تو پوچھنا

چاہیے۔

جناب چیئرمین: بلیدی صاحب کو سن لیں۔ جی بلیدی صاحب۔

سینیٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: جناب چیئرمین! یہ بہت اہم مسئلہ ہے۔ میں رضا صاحب سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ انہوں نے جو تفصیل بتائی وہ کافی نہیں ہے۔ یہ ایک گھمبیر مسئلہ ہے۔ رضا صاحب Defence Secretary کے ساتھ بلوچستان کے سینیٹرز کی ایک میٹنگ جلدی arrange کریں otherwise یہ ایک بڑا مسئلہ ہے۔ جیسا کہ ہمارے ساتھیوں نے کہا یہ معمولی مسئلہ نہیں ہے۔ ایک کمیٹی بنائیں، Defence Secretary کو کہیں کہ ہمیں brief کرے، دو تین دن کے اندر اندر۔ میٹنگ کے لیے date fix کریں اور ہمیں مطمئن کریں۔

جناب چیئرمین: میں عرض کروں کہ اس پر پورے حقائق آ جانے دیں کہ بھئی acquisition کیسے ہے، کس price پر ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک: اس وقت بلوچستان حکومت میں گورنمنٹ کے نمائندہ سپیکر صاحب ہیں، جناب اسلم بھوتانی صاحب۔ سب سے زیادہ سخت stand تو اس کا ہے کہ علاقے کا نمائندہ میں ہوں۔ Recently Dawn میں اس کی تفصیلی report بھی آئی ہے------

سینیٹر رضا ربانی: جناب! میں عرض کروں I am not defending this position کیونکہ جب میں اس side of the House پر تھا تو میں نے خود اس کے لیے آواز اٹھائی تھی۔ میں نے جو حقائق کل کہے تھے، ان کے بارے میں، میں نے پتا کیا اور میں floor of the House پر لے کر آیا ہوں۔ میں اس میں اس position کو defend نہیں کر رہا لیکن جو انہوں نے کہا تو پھر ایسے لگتا ہے کہ جو سابق چیف منسٹر تھے، انہوں نے mis-represent کیا کیونکہ Defence Secretary نے یہ کہا ہے کہ یہ زمین Government of Balochistan کی ہے اور وہ اسی کے نام رہے گی۔ جو MoU sign ہوا ہے تو پھر یہ represent کیا ہے کہ یہ زمین Government of Balochistan کی ہے۔

میں اس معاملے میں آپ کو یہ suggest کرتا ہوں and I have no problem کہ اس مسئلے کو سینیٹ کی Standing Committee on Defence میں بھیج دیں اور بلوچستان

سے سینیٹرز کو as special invitee بلا لیا جائے and let this matter be......

جناب چیئرمین: میرا بھی یہی ارادہ تھا۔ یہ ریکارڈ پر آ جائے۔ آغا صاحب' ٹھیک ہے یہ؟

(ایوان سے "any cut of date" کی آواز سنائی دی)

Senator Raza Rabbani: Any cut of date, I have no problem with that...

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے جی۔ What will we do اس میں آپ examine کرلیں price and mode of acquisition ابھی جو بلوچستان گورنمنٹ کی ہیں تو کیا وہ acquire کر چکے ہیں' کس price پر' وہ سارے حقائق کمیٹی میں آجائیں گے۔ We refer it to the Standing Committee.

سینیٹر کامل علی آغا: میاں صاحب کا بہت شکریہ۔ میں نے گزارش کی تھی کہ جب ہماری Standing Committees موجود ہیں تو یہ معاملہ بھی لگتا ہے کہ MoU, Defence اور provincial government کے درمیان یہ سارا معاملہ ہے' یہ سارے حقائق وہاں پر آجائیں گے اور بلوچستان سے تعلق رکھنے والے سینیٹ کے ممبران وہاں پر representation کرلیں گے---

جناب چیئرمین: ہم کمیٹی سے request کریں گے کہ ان کو co-opt کریں تاکہ ان کے جو خیالات ہیں-----اور بھی جو ممبران ہمارے چاہتے ہیں any Member who has any suggestion can discuss there.

(مداخلت)

جناب چیئرمین: جو points آپ نے raise کیے ہیں' سارے حقائق وہاں consider ہوجائیں گے۔

سینیٹر رضا ربانی: جناب! ایک اور سوال جو ڈاکٹر سومرو صاحب نے raise کیا تھا اور وہ essentially سندھ کے اندر tribal feuds کے بارے میں تھا۔ اس مسئلے پر میری ابھی صبح بات ہوئی تھی آئی جی سندھ سے اور آئی جی سندھ نے یہ بات مجھے بتائی کہ اس پر پوری briefing انہوں نے Chief Minister کو دی ہے۔ Chief Minister is considering اور میرا خیال

ہے اگلے چند دنوں میں غالباً اپنا ایک Special Assistant یا existing Advisor مقرر کریں گے جو بالخصوص اس ایک مسئلے کے لیے اپنے آپ کو وقف کرے گا۔ وہ ان مختلف tribes کے ساتھ بیٹھ کر ان کے تنازعات کو ختم کرنے کی کوشش کرے گا۔ لہذا حکومت سندھ اس سے آگاہ ہے اور وہ اس سلسلے میں قدم اٹھا رہی ہے۔

جناب! دوسرا مسئلہ یہ raise ہوا تھا' سینیٹر یاسمین شاہ صاحبہ نے raise کیا تھا پولیو کے بارے میں۔ پولیو کے unfortunately سات cases صوبہ سندھ کے اندر پچھلے سال 2007 سات سے ابھی تک ہوئے ہیں۔ ان میں جو بات سامنے آئی ہے وہ یہ ہے کہ ان کی medicines are obtained under the patronage of the World Health Organization ان کا یہ کہنا ہے کہ یہ possible نہیں ہے کہ یہ due to bad vaccine یا bad medicine this has come about. یہ غالباً P1 type کا وائرس ہے جو صوبہ سندھ کے اندر ہے۔ ابھی پندرہ تاریخ کو ایک extensive campaign ختم ہوئی ہے۔ پندرہ سے دو ہفتے بعد تین دن کی ایک اور campaign جسے follow up campaign کہہ لیں' وہ شروع کی جا رہی ہے۔ یہ کوشش کی جا رہی ہے کہ ان cases کو کم از کم کریں۔ یہ ایک detailed report ہے جو سندھ سے ہمیں موصول ہوئی ہے ان cases کے اوپر' اس کو بھی میں table of the House پر lay کر دیتا ہوں تا کہ کوئی بھی honourable Senator اگر اس کا مطالعہ کرنا چاہیں تو کر سکیں۔

جناب چیئرمین! دوسرا مسئلہ ڈاکٹر عبدالمالک صاحب نے میرانی ڈیم کے بارے میں اٹھایا۔ میرانی ڈیم کے بارے میں جو brief مجھے مل سکا ہے' اس کی زمینوں کے بارے میں' وہ یہ ہے کہ

there was a lease agreement which was being worked out by Dahra Agricultural Company of Dubai. It was going to be a contract with the farmers of Mirani Dam Command Area in the province of Balochistan for the entire 35,000 acres of land for lucen cultivation for export to Dubai. The company was going to sign the lease agreement with the farmers on 5th May, 2008 but the same has not been materialized as yet. The main

terms and conditions of the agreement are:

No. 1) Initially it will be for a period of five years @ Rs.6,500/- per acre per annum.

No. 2) Thereafter, the rates will be enhanced with an increase of Rs.2000/- after every five years per acre per annum.

No. 3) The duration of the lease contract is for a total period of 20 years.

The Chief Secretary of Balochistan was contacted on telephone and he was informed that the U.A.E. based company has requested for a meeting with the Chief Minister and the Governor of Balochistan. The said meeting has so far not taken place but I would like to assure the House that any decision taken in this context will be according to the Federal Government's policy and parameters.

Sir, let me here add that the Ministry of Interior issued an order in 1984 in terms of section 3 of the Foreigners Act and subsequently there was a letter of 30-3-1995 again, of the Ministry of Interior dealing with such cases where foreigners are going in for leasing of land or going in for purchasing land in Pakistan for any purpose whatsoever. The provisions of these various orders issued by the Ministry of Interior will be adhere to in letter and spirit, if and when this deal finally goes through.

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک: رضا صاحب کا شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں نے جو کچھ کہا تھا اس کا جواب وہی آیا ہے۔ میری یہ گزارش ہو گی کہ اس کی تفصیلات طے کرنے کے لئے ہم اس کو Standing Committee on Agriculture میں بھیج دیں تاکہ وہاں اس کو further دیکھ لیں،

کیونکہ آپ نے جناب چیئرمین! 32000 ہزار ایکڑ زمین، اب ایک چیز جو میں Floor of the House پر بتاؤں گا کہ Federal Government نے میرانی ڈیم پر سات ارب تک خرچ کیا ہے، جو لوگ برباد ہوئے ان کو چھوڑیں۔ اب اس سے ملے گا کتنا صرف پانچ ارب روپیہ۔جو lease out کیا ہے اس کے پیسے کو ہم نے (مداخلت)

جناب چیئرمین: یہ پانچ ارب روپے کتنے عرصہ میں؟

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک: جناب چیئرمین! اس کو details میں دیکھنے کے لئے Standing Committee on Agriculture میں بھیج دیں وہاں ہم اس کو دیکھ لیں گے، کیونکہ اس میں بڑی مشکلات ہوں گی۔ یہ تو پانچ چھ ہزار روپے ایک سال کے بعد ایک بوری گندم کا ہو گا وہ لوسن کاشت کرے گا اور وہاں پر جو لوگ ہیں وہ تو بھوکے مر جائیں گے۔ Sir, kindly اس مسئلہ کو یا تو Sub-Committee میں کرلیں یا جہاں پر آپ اس کو لے جائیں گے، ہمیں بھی بلائیں تاکہ ہم اپنے point of view آپ کے سامنے رکھیں کہ ہم کیا چاہتے ہیں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب چیئرمین! اس دوران کیونکہ اگلا اجلاس بھی اب بہت دور نہیں ہے، بجٹ سے تقریباً ایک ہفتہ پہلے آئے گا۔ In the meantime میں اس کو follow up اور مزید کرکے کیونکہ Honourable Senator نے یہ question raise کیا،

first I went to the M/O Agriculture then they said, "No. Go to the Board of Investment" and I went to them, so, I have been running around and circles, but let me get a little more information on this, I will share it with the House and then if in the next Session, there is a need of either the Senators having a meeting or the matter being referred to the Committee. I have no problem because we want transparency

اور خاص طور پر چھوٹے صوبے اور بلوچستان کے ساتھ ہم سمجھتے ہیں کہ زیادتی نہیں ہونی چاہیے۔ So, I will have no problem but میری گزارش یہ ہو گی کہ تھوڑا سا اور میں fact finding کرلوں

and I will share it with the Senator and the House and then whatever decision is taken we will do that.

جناب چیئرمین، ڈاکٹر صاحب ٹھیک ہے وہ اس پر اور تفتیش کرلیں، پورے حقائق لے آئیں گے، پھر جو اس کے بعد مناسب لائحہ عمل ہو گا اس پر عمل کرلیں گے۔ سینیٹر رزینہ عالم صاحبہ آپ کا کوئی point تھا۔

(مداخلت)

سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو، جناب چیئرمین! میرا Point of Order سکھر سے اسلام آباد PIA کی سروس سے متعلق تھا کہ سکھر سے اسلام آباد کے لئے PIA کا جو شیڈول ہے اس کے بارے میں، میں نے گزارش کی تھی کہ انہوں نے غلط اوقات مقرر کئے ہیں۔ دو دن کے لئے صبح کی بجائے شام کو کر دیے ہیں۔ دوسری چیز میں نے یہ کہی تھی کہ سکھر سے اسلام آباد کو اگر daily flight کر دی جائے، کیونکہ load بہت زیادہ ہے۔ اس سے لوگوں کو بہت آسانی ہو گی۔ یہ میں نے گزارش کی تھی اس پر کچھ بتائیں گے؟

جناب چیئرمین، Check کرلیں۔ میرا خیال ہے جہازوں کا کوئی مسئلہ ہے۔ رضا صاحب اس کو دیکھ لیجیے گا کہ اگر frequency بڑھا سکیں اور timing کا بھی۔ میرے خیال میں جہازوں کی availability کا مسئلہ ہے

سینیٹر رزینہ عالم خان، جناب چیئرمین! میرا Point of Order PIA کی ان 98 Air hostesses کے بارے میں تھا جن کو ground کیا گیا ہے اور اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ ان کا وزن تھوڑا سا بڑھا ہوا تھا اور ان کی appearance میں بھی تبدیلیاں آ رہی تھیں۔ جناب والا! ان کا یہ کہنا ہے کہ چونکہ وہ شوبز میں نہیں ہیں تو ان کو ان کی صلاحیتوں پر، ان کی competency پر اور کارکردگی کی بنیاد پر جو بھی-----

سینیٹر سعدیہ عباسی، سپریم کورٹ نے ان کے case کا فیصلہ کر دیا ہے۔

سینیٹر رزینہ عالم خان، کر دیا ہے، لیکن جناب والا! میں آپ کی وساطت سے اس House میں ایک اور چیز کہنا چاہتی ہوں کہ پچھلی حکومت اور موجودہ حکومت بھی خواتین کو تمام

شعبوں میں نمائندگی دے رہی ہے' تمام کاموں میں وہ آگے آ رہی ہیں۔ ایک یہ تاثر کہ خواتین کی جو ظاہری شکل و صورت ہے' یا ان کی جسامت ہے اس کو ہٹا کر ان کے ساتھ جو معاملہ ہے وہ کرنا چاہیے۔ اس کے لئے کوئی directive یا کسی اور چیز کی ضرورت ہے۔ کیونکہ میں Promotion Board میں بھی بیٹھتی ہوں کہ جب خواتین کی promotion کی بات آتی ہے تو ان کی تصویر دیکھ کر کچھ لوگوں کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آتی ہے۔ جب مردوں کو ان کی کارکردگی کی بنیاد پر' ان کی competence کی بنیاد پر promotion ملتی ہے یا ان کے ساتھ جو بھی معاملہ ہوتا ہے۔ تو خواتین کو ظاہری شکل وصورت یا جسامت کو کیوں بیچ میں لایا جاتا ہے۔ اس ایوان میں' میں یہ بات کرنا چاہتی تھی کہ یہ gender discrimination ہے۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: جمالی صاحب' جمالی صاحب ہیں یہ سب کی جان ہیں۔

سینیٹر کامل علی آغا: ان کو روز بولنا چاہیے' ان کو آزادی دیں' چونکہ یہ یہاں پر نہیں بولتے تو وہاں بیٹھ کر بولنا شروع کرتے ہیں اور جب وہاں پر بیٹھ کر بولنا شروع کرتے ہیں تو بہت ساری خرابی کرتے ہیں۔

سینیٹر جان محمد خان جمالی: جناب چیئرمین! یہ بہت interesting decision ہے۔ اس میں سینیٹر سعدیہ عباسی صاحبہ وضاحت کریں کیونکہ میں نے بھی اخبارات میں پڑھا ہے کہ پچاس سال سے اوپر جو Air hostesses تھیں ان کے بارے میں سپریم کورٹ بھی خاموش ہے۔ تو سینیٹ میں پچاس سال سے اوپر والا مسئلہ اس لئے اٹھایا کہ ہم senior House ہیں۔ Please ہمیں یہ بتائیں۔

Mr. Chairman: I think we will prorogue now. Yes Dr. Said Sahib.

(مداخلت)

سینیٹر کامل علی آغا: آج شام کو بھی ہو گا لیکن میاں صاحب کہتے ہیں کہ carry on

کرنا ہے تو پھر اگلے Session میں کرلیں۔ ہو سکتا ہے اس وقت تک یہ جو eyewash کر رہے ہیں وہ بھی اور ان کو وزراء بھی available ہو جائیں، کیونکہ یہ سارا eyewash کرنے والا معاملہ ہے۔ ان کا alliance اسی تنخواہ پر چلتا رہے گا۔ یہ مبارکباد میں قوم کو دینا چاہتا ہوں۔ ان کا alliance قائم ہے کیونکہ ان کا interest پنجاب میں ہے، ان کا مرکز، سندھ اور بلوچستان میں ہے۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب چیئرمین! میں یہ بات عرض کروں کہ Ministers are available, the Interior Advisor was available یہ بحث price hike کی تھی، جس میں اسحاق ڈار صاحب نے wind-up کرنا تھا، لیکن کل انہوں نے استعفٰی دیا، اس لئے نوید قمر صاحب نے آ کر debate wind-up کی اور پوری debate سنی بھی ہے۔ مجھے کوئی objection نہیں ہے۔ اگر آج شام کو بھی اجلاس رکھ لیں اور اگر کل صبح بھی رکھ کر law & order کی debate کو wind-up کرنا چاہتے ہیں۔

I have no objection, the Interior Advisor is here. He will wind-up. It is not for lack of a Minister or Advisor that we are asking for the debate to be carried over for the next Session.

یہ آپس میں طے ہوا تھا، لیکن اگر اس کو continue کرنا چاہیں تو we can do it.

جناب چیئرمین: The speakers will not bear کافی لمبی list ہے تو we will take it on to the next Session اسی میں کرلیں گے۔

سینیٹر کامل علی آغا: ہمیں کوئی اعتراض نہیں اگر یہ اجلاس چلانا چاہتے ہیں یا prorogue کرنا چاہتے ہیں تب بھی کوئی اعتراض نہیں ہے۔ ہمارا تعاون ان کے ساتھ ہے۔ ہم یہی تو کہہ رہے ہیں کہ یہ اکٹھے رہیں اور پورے پانچ سال حکومت کریں۔ ان کو mandate ملا ہے۔ لوگوں کی خواہش ہے کہ یہ اکٹھے حکومت کریں اور یہ اکٹھے رہیں گے میں آپ کو خوشخبری دے رہا ہوں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: Sir, انشاء اللہ پیپلز پارٹی، PML (N), JUI & ANP کا

coalition alliance برقرار رہے گا اور وہ واپس Cabinet میں بھی آئیں گے۔

جناب چیئرمین: میرے خیال میں اب prorogue کریں، بڑا مختصر کر لیجیے۔ جناب ڈاکٹر ساجد۔

(مداخلت)

سینیٹر کامل علی آغا: سینیٹر پری گل آغا یہ کہنا چاہ رہی ہیں کہ انہوں نے ججوں کے معاملے پر جو hard line adopt کی تھی اور اس پر dead-line دی تھی، اس کو عبور کرنے کے لئے انہوں نے یہ سارا کچھ کیا ہے۔ اصل حقائق یہ نہیں ہیں بلکہ یہ اکٹھے ہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد ساجد: جناب چیئرمین! میں آپ کی توجہ ایک بہت disturbing news کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں

This has been published in Daily Times of today and the caption of the news is, "Not serious complaints of sexual advances by co-workers". It further says that over 75% of the female nurses are subjected to sexual harassment at work place but they do not report such incidents out of shame.

جناب چیئرمین! یہ جو nursing staff ہے they are doing marvellous job in the hospitals. The hospitals can not run without their help and assistance and this is a very disturbing news and I think something should be done to redress the situation.

جناب! یہ news میں آپ کو دے رہا ہوں۔

جناب چیئرمین: رضا صاحب۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب! یہ کل کی خبر ہے۔ یہ میں نے پڑھی ہے thank you very much. یہ میں نے پڑھی ہے and it is very disturbing. جو اس میں report آئی ہے کہ اس طرح nurses کے ساتھ sexual harassment جو ہے ---

Mr. Chairman: Is there a specific location of the hospitals?

(Interruption)

سینیٹر میاں رضا ربانی، جناب! generally انہوں نے location دی ہے۔ Private clinic کی' پھر Government Hospitals اور PIMS کا بھی ذکر ہے' اس طرح وہ ہے۔ I will pass this on to the Minister of Health.

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ مسٹر ظفر اقبال--- آپ ہی کے ہمنام ہیں۔

سینیٹر ظفر اقبال: Thank you, sir. آپ جھگڑا صاحب کہہ دیا کریں پھر انہیں سمجھ آ جائے گی۔ تو جناب! میں صرف ایک توجہ یہ دلانا چاہ رہا تھا کہ پری گل نے بھی اس کی طرف توجہ دلوائی ہے کہ ارکان پارلیمنٹ کو عمرے کے ویزے دستیاب نہیں ہو رہے اور انہوں نے جو دو تین ویزے issue بھی کئے تھے ان کو بھی انہوں نے cancel کر دیا ہے۔ اس سلسلے میں کافی لوگوں کو پریشانی کا سامنا ہے۔ اس حوالے سے' آپ کے توسط سے رضا صاحب کو میں یہ کہوں گا کہ وہ ہماری Foreign Ministry کو on board کریں۔

جناب چیئرمین: Foreign Ministry میں' میں نے already بات کی ہے' رضا صاحب! آپ بھی مہربانی کر کے follow کریں۔ سیمیں صدیقی۔

(مداخلت)

سینیٹر سیمیں یوسف صدیقی: جناب! میں عرض کروں۔ وہ Saudi Government نے اپنے Ambassadors کو منع کیا ہے کہ وہ visas directly issue نہ کریں through travel agents issue ہوں۔ تو ہماری گورنمنٹ کو ان کی گورنمنٹ سے take up کرنا چاہیے۔

میاں رضا ربانی: جناب! میں یہ بات عرض کروں کہ یہ Pakistan specific نہیں ہے-----

Mr. Chairman: No cross talks, please. Let us hear the Leader of the House.

سینیٹر میاں رضا ربانی: اگر سن لیں تو، میری Saudi Ambassador سے بات ہوئی تھی اور انہوں نے یہ کہا تھا کہ یہ بات Pakistan specific نہیں ہے۔ وہاں سے ان کی حکومت نے کچھ instructions issue کی ہیں جو تمام سفارتخانوں میں Saudi Arabia کے جو دنیا میں ہیں، ان کے اوپر لاگو ہیں، عمرہ کے visas کے سلسلے میں اور انہوں نے یہ کہا تھا کہ شاید کسی misunderstanding یا کسی اور بنیاد کے اوپر یہ instructions issue ہوئی ہیں اور اگلے پندرہ یا بیس دن میں وہ کوشش کر رہے ہیں کہ ان کو withdraw کریں۔ ان سے مزید بات کر لیں گے لیکن میں یہ بات clear کرنا چاہتا ہوں کہ یہ صرف Pakistan specific مسئلہ نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: جھگڑا صاحب۔

سینیٹر اقبال ظفر جھگڑا: میں آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں جناب کامل علی آغا صاحب اور پری گل آغا صاحبہ کے remarks پر، مجھے بڑا افسوس ہوا کہ انہوں نے یہ remarks دیئے ہیں کہ یہ صرف eye wash ہے اور elections کی خاطر کیا جا رہا ہے۔ تو میں repeat کرتا ہوں کہ یہ کوئی eye wash نہیں ہے جی our stand on the restoration of Judges is there. We stand by it اور کوئی واپسی اس پر نہیں ہو سکتی جب تک Judges کو as of 2nd November کی position پر restore نہیں کیا جاتا۔

There is no way that we can either take back our resignations or come back to the Ministries.

جناب چیئرمین: جی رضا محمد رضا۔

سینیٹر رضا محمد رضا: جناب چیئرمین! کل کے اخبارات میں ایک خبر یہ آئی ہے کہ فیڈرل سلیکشن بورڈ میں بلوچستان اور پختونخواہ صوبے کی نمائندگی نہیں ہوگی۔ وہ اس لئے کہ اس میں ۲۲ گریڈ کا کوئی بندہ نہیں ہے۔ جناب! اس کے لئے آپ کو یاد ہے کہ ایک سپیشل کمیٹی جناب ایس ایم ظفر صاحب کی سربراہی میں بنی تھی جس کا میں بھی ممبر تھا۔ اس کمیٹی میں ہم نے ان کا formula best of the best discuss کیا تھا اور اس پر ہماری

recommendations تھیں اور یہ جو ہم بار بار رو رہے ہیں کہ ہمارے ساتھ اتنی زیادتی ہے کہ ۲۲ گریڈ میں صوبہ بلوچستان اور پشتونخواہ کا کوئی اس لئے promote نہیں ہوسکتا کہ آپ کا promotion criterion یہ ہے۔ تو میں آپ اور اس ہاؤس کے توسط سے کہوں گا کہ یہ بہت بڑی ناانصافی ہوگی کہ Federal Selection Board میں دو fedrerating units کی نمائندگی صرف اس وجہ سے نہیں ہوگی کہ اس میں ۲۲ گریڈ کا بندہ نہیں ہے۔ کیونکہ آپ کی selection/promotion کا طریقہ یہ ہے کہ ہمارے لوگ محروم رہ جاتے ہیں۔ کیا ان میں قابلیت اور صلاحیت نہیں ہے۔ یہ ایک سنگین مسئلہ ہے اس کا فوری نوٹس لیا جائے اور اس کا تدارک کرکے ہمارے ساتھ انصاف کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: یہ صوبائی حکومتوں نے بھی take up کیا تھا' پنجاب حکومت بھی involve ہے اس میں ان کی representation کا معاملہ بھی تھا۔ یہ حکومت نے take up کیا ہوا ہے اس پر رضا ربانی صاحب بتائیں گے۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب! آپ نے بالکل صحیح فرمایا اور اس کو میں مزید دیکھ بھی لوں گا۔ لیکن میں یہاں آپ کے توسط سے ہاؤس کے سامنے یہ بات رکھنا چاہتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہاؤس فیڈریشن کی نمائندگی بھی کرتا ہے اور جیسے رضا صاحب نے کہا کہ یہ بات اکثر یہاں پر آئی کہ پختونخواہ' بلوچستان اور سندھ سے ۲۲ گریڈ کے افسر یا فیڈرل سیکریٹری نہیں آتے۔

جناب! یہ تازہ ترین اطلاع میں نے سینیٹ کے لئے لی تھی اور میں رضا صاحب کا شکرگزار ہوں کہ انہوں نے یہ بات اٹھائی ہے تو مجھے موقع مل گیا ہے۔

جناب چیئرمین! جو figures میں دینے جا رہا ہوں وہ ۲۲ گریڈ کے افسران سے متعلق ہیں جو سیکریٹریٹ گروپ' پولیس سروس آف پاکستان میں ہیں' ابھی حال ہی میں یعنی 01.05.2008 کو نئی حکومت نے قواعد و ضوابط کو سامنے رکھتے ہوئے promotions کی ہیں ۲۲ گریڈ میں' اور اس میں position 30.04.2008 کو یہ تھی کہ صوبہ پختونخواہ میں ۲۲ گریڈ کے سات افسران تھے۔ صوبہ بلوچستان کا ایک تھا' صوبہ سندھ کے چھ تھے۔ اس میں 01.05.2008 کو

promotions ہوئی ہیں۔ اس میں پختونخواہ کے سات سے دس، اور بلوچستان کے ایک سے پانچ افسران، اور صوبہ سندھ میں چھ سے دس کر دیئے گئے ہیں۔ تو یہ I am not saying کہ بہت بڑا فرق پڑا ہے لیکن میں یہ ضرور کہہ رہا ہوں کہ اس سے اتحادی حکومت کی نیت ظاہر ہوتی ہے کہ چھوٹے صوبوں کے اندر جو احساس محرومی ہے اور جو ان کی نمائندگی federal structure کے اندر نہیں ہے اسے at par لانے یا as per quota کے حساب سے لانے کی ہماری پوری کوشش ہے۔

جناب چیئرمین: بلیدی صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: جناب چیئرمین! چونکہ اجلاس ابھی ختم ہونے کو ہے، میں نے سیلاب زدگان کے متعلق ایک مسئلہ اٹھایا تھا اور رضا صاحب نے یہاں یقین دہانی کرائی تھی کہ وہ وزیر خزانہ کو منظور شدہ آٹھ ارب روپے بلوچستان کو transfer کرنے کا کہیں گے۔ اس حوالے سے چونکہ وزیر خزانہ نے استعفیٰ دے دیا ہے تو اس کے بارے میں بتائیں۔

دوسری بات میری یہ ہے کہ حج پالیسی کے حوالے اس دن سعودیہ سے واپسی پر خورشید شاہ صاحب نے کہا fuel petrol charges بڑھنے کی وجہ سے دو لاکھ تک اخراجات بڑھ جانے کا خطرہ ہے۔ تو جناب چیئرمین! جو لوگ حج کے لئے جانا چاہتے ہیں ان کی خواہش ہوتی ہے۔ جبکہ پچھلی دفعہ ایک لاکھ چھبیس ہزار تک تھے تو اگر یہ دو لاکھ تک بھی پہنچ جائیں--- میں سمجھتا ہوں کہ رضا صاحب، خورشید شاہ صاحب سے یہ کہیں کہ اگلے سیشن میں حج پالیسی پر بحث کراکر اور جتنے بھی اخراجات کو کم کرا سکتے ہیں وہ کریں۔ بحری جہاز کے حوالے سے بھی مشورہ ہے۔ لہذا یہاں بحث کرانے تک حج پالیسی کا اعلان نہ کریں تاکہ بہتری کی تجاویز آ سکیں اور وہ سن کر کوئی اعلان کریں۔

میرا تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ مہنگائی کے حوالے سے مجھے وقت نہیں دیا گیا۔ اس سلسلے میں میری ایک تجویز ہے کہ وزیر صاحب نے جو wind up کی ہے اس میں انہوں نے long term کی بات کی ہے، short term کی بات نہیں کی۔ جناب والا! لوگ اپنے آپ کو جلانے کے لیے بھی تیار ہیں۔ اگر اس حکومت نے مہنگائی کنٹرول نہیں کی تو میں سمجھتا ہوں سترہ کروڑ

عوام نے جو ان کو mandate دیا ہے وہ ان کو کبھی معاف نہیں کریں گے۔ جناب والا! short term کے لیے کوئی immediate solution خاص طور پر چار چیزوں دال، چاول، آٹا اور گھی کے لیے ہونا چاہیے۔ یہ چار چیزیں عام غریب آدمی استعمال کرتا ہے جس کا کوئی روزگار نہیں، پانچ ہزار اس کی تنخواہ ہے کیا اس لیے اس کو یہ سزا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو غریب پیدا کیا ہے۔ اس کو اس ملک میں جینے کا کوئی حق نہیں ہے۔لہذا میں درخواست کرتا ہوں کہ اس مسئلے کا short term کے لیے کوئی immediate solution ہو ۔ آپ جا کر کھلی کچہری کریں غریب عوام رو رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: مولانا گل نصیب خان۔

سینیٹر مولانا گل نصیب خان: جناب چیئرمین! میرا point of order یہ ہے کہ دو دن پہلے سابق وزیر زراعت قاری محمود صاحب کے دو بیٹے دن دیہاڑے اپنی دکان سے اغوا کیے گئے اور اس حوالے سے اگلے دن مولانا عبدالغفور حیدری صاحب نے بھی point of order پر یہ بات اٹھائی تھی۔ رضا ربانی صاحب سے ان کے دفتر میں ہم ملے اور انہوں نے کل جو بات بتائی وہ صرف اس حوالے سے بتائی کہ سیکریٹری داخلہ سے بات ہوئی ہے اور اب تک اس حوالے سے کوئی progress report ہم تک نہیں پہنچی۔ جناب والا! وہاں پر امن کے مذاکرات بھی ہو رہے ہیں اور صبح مذاکرات میں امن معاہدہ ہوا اور پانچ بجے سیکیورٹی فورسز پر حملہ کیا گیا اور اس میں security forces کے کئی لوگ مارے گئے۔ جناب والا! سوات میں عجیب صورت حال ہے کہ حکومت کے حساب کتاب کے مطابق وہاں پانچ سو لوگ ایسے ہیں جو ان کے بقول شرپسند ہیں اور تقریباً پچاس ہزار فوج وہاں گئی ہوئی ہے اور ایک سال پورا ہو رہا ہے لیکن ابھی تک فوج کنٹرول نہیں کر سکی۔ تو میرے خیال میں امن کے نام پر یہ ڈرامہ ہے اور حکومت ایسے حالات پیدا کر رہی ہے کہ جن لوگوں کو اغوا کیا گیا ہے وہ سوات کے اندر ہیں۔ لہذا حکومت اس حوالے سے سنجیدگی سے نوٹس لے اور اب تک جو کارروائی ہوئی ہے اس کی ہمیں پوری تفصیل بتا دے۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب والا! میں سیکریٹری داخلہ سے بات کر کے ان کو پوری تفصیل دے دوں گا۔

جناب چیئرمین: سینیٹر محمد اعظم خان سواتی۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: جناب چیئرمین! میرا point of order ERRA کی تعمیر سے ہے۔ آپ نے دیکھا کہ جب قومی اسمبلی کا اجلاس جاری تھا تو ہزاروں کے تعداد میں ضلع مانسہرہ کے لوگ یہاں پر جلوس کی صورت میں آئے۔ انہوں نے اس سڑک پر بارش میں اپنی تکالیف قومی اسمبلی کے ممبران کے سامنے بیان کیں، حالت جوں کی توں ہے۔ لوگ ٹوٹ پھوٹ چکے ہیں، ہسپتالوں کا نظام درہم برہم ہے۔ لوگوں کی مشکلات میں اضافہ ہو رہا ہے۔ Season ابھی آ چکا ہے اگر اس تعمیر و ترقی کے کام کو تیز کیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ لوگوں کی مشکلات کم ہو جائیں گی اور اس کے ساتھ ساتھ جو کل گل نصیب خان صاحب نے کہا میں اس کو پورا recognize endorse کرتے ہوئے کرتا ہوں کہ ہمارے ملک کے امن کو تباہ کرنے کے لیے بلوچستان کے اندر اور سرحد کے اندر کوئی خاص سازش ہو رہی ہے جس کی وجہ سے ہم اپنے مستقبل اور امن و امان کا رونا رو رہے ہیں۔ اس پر خاص توجہ دی جاے۔ میں خاص طور پر میڈیا سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ آپ مہربانی کرکے ان invisible hands کو سامنے لائیں جو اس سازش کا حصہ ہیں اور میرے ملک کے امن کو تباہ کر رہے ہیں۔ شکریہ۔

(Interruption)

جناب چیئرمین: ہاں! وہ تو میں پہلے ہی announce کر چکا ہوں کہ جو سوال receive ہوے تھے اور اس session میں attend نہیں ہوئے تھے وہ اگلے session میں carry forward ہوں گے۔ وہ میں پہلے ہی اعلان کر چکا ہوں۔ I will now read out the signed prorogation order received from the President.----

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب والا! دوستوں نے سوات کے امن و امان کے متعلق point اٹھایا ہے۔ الحمد للہ ہماری صوبائی حکومت کا ایک امن معاہدہ صوفی محمد صاحب سے ہوا اور دوسرا معاہدہ ہو رہا ہے اس پر ceasefire ہے۔ آج سوات کی حالت وہ نہیں ہے جس میں ہمیں پچھلی حکومت نے دیا تھا اور ہمارے دوستوں کی بھی حکومت تھی، وفاق کی بھی حکومت تھی، فوج بھی ہماری حکومت سے پہلے وہاں آئی تھی لیکن اکا دکا واقعہ تو ویسے بھی ہوتا ہے، وہاں

اگر talibanization نہ بھی ہوتی لوگ اغوا ہوتے رہتے ہیں، ہر جگہ سے ہوتے رہتے ہیں اس کی وجوہات کچھ اور بھی ہوسکتی ہیں لیکن الحمدللہ کل ان کی meeting ہماری حکومت کے نمائندوں سے پشاور میں ہوئی تھی اور انہوں نے ایک ماہ کے لیے ceasefire کیا اور انشاء اللہ دو چار دن کے اندر اندر ان کے ساتھ ایک اور میٹنگ ہوگی اور 1999 کا شریعت کے حوالے سے جو ایکٹ پاس کیا گیا تھا اسے ہم عملی طور پر لاگو کریں گے۔ ایکٹ تو موجود تھا لیکن اس پرعملدرآمد نہیں ہو رہا تھا۔ آج آپ دیکھیں کہ جس دن سے یہ حکومت آئی ہے، پورے ملک میں بم دھماکے ختم ہوگئے ہیں، خودکش حملے ختم ہوگئے ۔ کہیں اکا دکا واقعہ ہو جاتا ہے۔ ہمیں کس حالت میں یہ صوبہ ملا تھا لیکن اس اتحاد نے یہ کوشش کی ہے، پچھلی حکومتوں نے اس ملک کے حالات خراب کیے تھے، ہم اس ملک میں امن لائے ہیں، امن آ چکا ہے آپ دیکھیں۔

جناب چیئرمین! مولانا گل نصیب صاحب اور اعظم سواتی صاحب نے جو مسئلہ اٹھایا ہے اس میں جو مدد کر سکتے ہیں، آپ بھی کریں۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: ہم اس واقعہ کی مذمت کرتے ہیں لیکن اس کا تعلق general law and order کے ساتھ نہیں ۔

Mr. Chairman: Now, I will read out the signed prorogation order received from the President. In exercise of the powers conferred by Artical 54 (1) of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I hereby prorogue the Senate session on the conclusion of its business on 14th May, 2008.

سبحان ربک رب العزت عما یصفون و سلٰم علی المرسلین والحمد للہ رب العالمین۔

Signed by

Pervez Musharraf

President Islamic Republic of Pakistan

....